Bahar-e-
Bekhizaan

کفایت کتابیں ملنے کا پتہ - محمد عبد الحفیظ خلف محمد عبد العزیز تاجر کتب و مالک مطبع عزیزی - چوک - کانپور

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حسب فرمائش محمد عبد الحفیظ صاحب تاجر کتب چوک کانپور

انشای بہار بے خزاں

باہتمام بندۂ ناچیز محمد عبد المجید غفر لہ اللہ العزیز

در مطبع عزیزی واقع کانپور مطبوع گردید

عاجز کے کارخانہ سے ہر قسم کی کتابیں بنرخ تاجرانہ بکفایت جلد بذریعہ ویلیو پے ایبل روانہ ہوتی ہیں - المشتہر محمد عبد الحفیظ تاجر کتب بازار مطبع عزیزی کانپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حاکم حقیقی کے احسان کا شکر کس زبان سے ادا اور کس قلم سے انشا کیجیے کہ جسنے آدمی کی زبان کو بات چیت سکھائی اور خط و کتابت کی ایسی حکمت بتائی کہ ہزارون منزل تک جی کا حال جیسے جو چاہے لکھ بھیجے اور دوسرے کو کچھ خبر نہو یہ بات بیشک اسی لکھتے پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے کہ پیام اپنا وہان تک بے تکلف پونہچ جاتا ہے جہان اپنا گذر نہو اور اُسکے محبوب پر درود و سلام جسنے سر خط ہماری آزادی کا ہم نہ تھے منشی قضا و قدر سے لکھا لیا اور اگلا پچھلا علم سیکھکر جتنا ضرور سمجھا موافق ہماری سمجھ کے ہمکو بھی سمجھا دیا صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم بعد اسکے کہتا ہے فقیر غلام امام شہید کہ جب کچہری صدر دیوانی کی الہ آباد سے اکبر آباد آئی اور بندہ بھی جناب فیاض زمان عالیشان کہ قدر دانی اور غریب پروری اُنکی زمانے مین مشہور اور عالم اُنکے عدل و انصاف کا مشکور ہے یعنی جناب ٹمین ٹیلر صاحب بہادر کی رفاقت مین یہان آیا تھوڑے عرصے کے بعد نواب عالیجاہ جنکی تعریف بیان سے باہر اور قدر دانی مین نہ کوئی اُنکا مثل و نہ ہمسر ہے زمانے مین اُن کے انصاف کے دبدبے سے شیر اور بکری ایک

گھاٹ پانی پیتے ہین اور خلقت اُنکے اخلاق اور پرورش کے سہارے سے دنیا ہین ہے جہان مین
سخاوت اُنکی عالمگیر اور عالم مین وسیلہ اُنکا اکبیر ہے اگر اُنکے عمل مین کوئی فریب سے جھوٹ کو سچ کے
ساتھ ملاوے تو انصاف اُنکا صاف دودھ کا دودھ پانیکا پانی الگ کر دکھاوے روشنی اُنکے اقبال
کی چارون طرف ایسی پھیلی ہے کہ چاند کی چاندنی اُنکے سامنے میلی ہے حاکم امیر حاتم بےنظیر
نواب مستطاب جناب ایچ جیمس ٹامسن صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر کے حضور سے حکم پہونچا
کہ انشا مختصر کہ لڑکے اُسکو سمجھ سکین اور اُس سے لکھنے پڑھنے کی تعلیم پاوین اُردو مین طیار ہو ہرچند
کہ فقیر کے جاننے والے اچھی طرح جانتے ہین کہ اگر کسی نظم خواہ نثر فارسی کی فرمایش ہوتی تو وہ
زیادہ تر مناسب حال فقیر کے تھی لیکن بجالانا حاکم کے حکم کا جانکر اوریہی اوراق لکھکر اُسکے چار
باب مقرر کیے اور بہار بیخزان اُسکا نام رکھا پہلا باب نظم و نثر کے بیان مین دوسرا
باب بعضے دستورات اور خطوط کے قاعدون کے بیان مین تیسرا باب رقعات مین چوتھے
باب مین دستاویزونکا حال اور ہر ایک کی مثال کہ جاننا اُسکا لڑکون کو ضرور ہے خدا قبول
فرماوے اور لڑکون کو نفع اُس سے پونہچاوے

پہلا باب نظم اور نثر کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جو لفظ معنی دار زبان سے نکلے اُسکو کلمہ کہتے ہین جیسے آنا جانا۔ کھایا پیا زید عمرو
اور جسمین دو کلمہ یا دو سے زیادہ ہون اُسکو کلام کہتے ہین جیسے زید نے دیکھا اور خالد نے کھانا کھایا
پھر یہ کلام دو حال سے خالی نہین نظم ہوگا خواہ نثر اب اِن دونونکا بیان دو فصلون مین لکھے دیتا
ہون پہلی فصل ہر چند کہ نظم کے قواعد بہت طول اور طویل اور مشکل ہین لیکن بیان سہل
باتین جو سمجھ مین آوین اور جاننا اُسکا بتدیون کو ضرور ہے لکھی جاتی ہین نظم اُس کلام کو کہتے
ہین جو وزن اور قافیہ رکھتا ہو اگر یہ ایک ہی فقرہ کسی وزن پر پایا جاوے تو اُسکو مصرع
کہتے ہین جیسے مصرعہ دل تری زلف مین اسیر ہوا۔ اور اگر دو مصرع ہون تو اُسکو شعر اور بیت
اور فرد کہتے ہین جیسے شعر گلگیر نے کاٹ کر سر شمع۔ پروانے سے شب جلی کٹی کی۔ اور نظم کی

باتون اور عورتون سے عشق کی باتونکو کہتے ہین اور شاعر غزل اُس نظم کو کہتے ہین جسمین عشق اور نعت اور معشوق کے حسن اور جمال اور جدائی کے قلق اور رنج اور وصل کی خوشی کا احوال ہو غزل مین پہلے شعر کے دونون مصرعونکا قافیہ برابر ہوتا ہے اور اُسکو مطلع اور دوسرے شعر کو زیب مطلع اور حسن مطلع کہتے ہین اور اخیر کے شعر مین شاعر کا نام جسکو تخلص کہتے ہین ہوتا ہے حال کے شاعر مقطع مین اپنا تخلص ضرور لاتے ہین اگلے شاعرونکو اسکی کچھ قید نہ تھی اور غزل مین شعر کا مضمون علٰحدہ اور مختلف ہوتا ہے یعنی چاہیے کہ اگر مطلع مین وصل کا حال باندھین تو زیب مطلع مین جدائی کا ملال بیان کرین عربی مین مرد کا عشق عورت کے ساتھ اور فارسی مین مرد کا عشق مرد کے ساتھ اور بھاکھا مین عورت کا عشق مرد کے ساتھ باندھتے ہین اُردو زبان مین اکثر فارسی ہی کی پیروی ہوتی ہے مگر کبھی عربی کے طور پر مرد کا عشق عورت کے ساتھ بھی بیان کرتے ہین اور اصل تعریف غزل کی یہی ہے کہ اسمین مضمون عشق کا ہو اور اب لوگ شراب اور کباب اور وعظ اور نصیحت اور معرفت کے مضمون بھی باندھا کرتے ہین اور نئی طرح ایک اور بھی نکلی ہے کہ اپنے معشوق کو دوسرے کا عاشق ٹھہرا کر کچھ اسکی بیتابی کچھ اپنا رشک کچھ اور چھیڑ چھاڑ کی باتین لکھتے ہین اس سے عجب غریب لطف اور بہت مزہ حاصل ہوتا ہے محققین کے نزدیک غزل پانچ شعر سے کم نہین ہوتی اور گیارہ شعر سے زیادہ نہین پر اس زمانہ مین سترہ اور انیس اور اکیس بلکہ اس سے بھی زیادہ کہتے ہین لیکن بعضے اگلے شاعرون کے نزدیک ایک غزل کی تعداد کم سے کم تین شعر اور انتہا پچیس شعر ہے مثال اسکی

مہر کی تجھسے توقع تھی ستمگر نکلا ۔۔۔ موم سمجھے تھے ترے دلکو سو پتھر نکلا
داغ ہون رشک محبت سے کہ اتنا بیتاب ۔۔۔ کسکی تسکین کے لیے گھر سے تو باہر نکلا
جیتے جی آہ ترے کوچے سے کوئی نہ پھرا ۔۔۔ جو ستمدیدہ رہا جاکے سو مر کر نکلا
اشک تر قطرہ خون لخت جگر پارۂ دل ۔۔۔ ایک سے ایک عدد آنکھ سے بہتر نکلا
ہمنے جانا تھا لکھیگا تو کوئی حرف اے یار ۔۔۔ پر ترا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا

قصیدہ لغت مین گاڑھے مغز کو کہتے ہین اور شاعر اُس نظم کو قصیدہ کہتے ہین جسمین ایک مطلع خواہ

دو مطلع یا اُس سے زیادہ ہون ور شعر اُسکے پندرہ سے کم نہون انتہا ستر شعر تک بعضون کے
نزدیک تعداد اسکی کم سے کم پچیس شعر اور انتہا ایک سو شعر تک ہے اور عرب کے شاعر پانسو شعر کا بھی
قصیدہ لکھتے ہین اور بعضے فارسی کے شاعر ایک سو بیس شعر قصیدے کی حد مقرر کرتے ہین لیکن اب تو
اردو فارسی کے قصیدے مین دو دو سو شعر ہوتے ہین اور قصیدے مین قید کچھ اس بات کی نہین ہوتی کہ
صرف عشق اور محبت اور معشوق کے حُسن و جمال ہی کا اُسمین بیان ہو بلکہ کبھی تمہید مین بہار اور
گلزار کی تعریف ہوتی ہے تو اُسکو بہاریہ اور معشوقون کی صفت اور جدائی کے حال مین ہو تو
عشقیہ اور گردش کی شکایت ہو تو حالیہ اور اپنی تعریف مین ہو تو فخریہ کہتے ہین کبھی ایسا ہوتا ہے
کہ آخر مین جو حرف واقع ہوتا ہے اُسی حرف کے ساتھ قصیدے کو نسبت دیتے ہین اگر جیم ہو تو جیمیہ
اور لام ہو تو لامیہ اور میم ہو تو میمیہ کہتے ہین اور کبھی قصیدے کا نام اُسکے رتبے پر لحاظ کر کے
رکھتے ہین چنانچہ فقیر کے ایک قصیدہ فارسی کا نام الہامیہ ہے جسکا ہر ایک شعر صفت خال مین لکھا
گیا اور دوسرا قصیدہ شمسیہ ہے جسکے ہر شعر کی ردیف آفتاب ہے اور جس قصیدے مین دو مطلع سے زیادہ
ہون تو اُسکو ذو المطالع کہتے ہین اور جب قصیدے کی ابتدا مین کچھ شعر بہار کی وصف یا زمانے کی
شکایت خواہ عشق اور حُسن وغیرہ کے بیان مین لکھکر مطلب کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور مدح یا
ہجو جو منظور ہو لکھا چاہتے ہین تو گریز اور حسن تخلص اور تخلص کہتے ہین گریز اسوجہ کہ جس بیان کو اصل مطلب
کے پہلے شروع کیا وہان سے بھاگ کر مدعا بیان کرنے لگا اور حُسن تخلص بھی اسی سبب سے کہ جس
بیان مین اصل مطلب سے پہلے پھنس گیا تھا وہان سے خوبصورتی کے ساتھ خلاصی حاصل
کر کے مطلب پر آ پہنچا اور اُس ارادے پر ایک اشارہ معقول بھی کر دیا کرتے ہین اور ممدوح
کو ایک ہی قصیدے مین غائب فرض کر کے مدح کرتے ہین پھر خطاب پر آ کے مخاطب کے طور پر تعریف
کرتے ہین اور اس ارادے پر بھی اشارہ کرنیکا معمول ہے اور آخر قصیدہ جو مدح مین لکھا جاتا ہے
دعاے ممدوح سے خالی نہین ہوتا اُس مقام کو دعائیہ کہتے ہین اور ایک بات اور بھی ہوتی ہے
کہ دعا شرط کے ساتھ ادا کرتے ہین اسطرح کہ تیرا اقبال رہے جبتک زمین و آسمان رہے اُسکو شرطیہ

اسطرح کہ تیرا اقبال رہے جبتک زمین و آسمان رہے اسکو شرطیہ کہتی ہین اور بعضے صرف دعائیہ

مثال اس قصیدے کی جو تشبیب کے ساتھ ہے انتخاب کے طور پر

یدِ قدرت لقب ہے میرے کلکِ گوہرافشان کا ۔۔۔ بیاضِ صبح اک سادہ ورق ہی میرے دیوان کا
سحابِ ملک بن جاہون اگر مین سون کشت گردون پر ۔۔۔ روان ہو جوے خشک کہکشان مین چشمہ حیوان کا
دلونمین شاعرون کے گوہرِ معنی نہ پیدا ہون ۔۔۔ نہ ٹپکے گر صدف مین اُنکی قطرہ میرے نیسان کا
نیابت اپنی بخشی مبداِ فیاض نے مجکو ۔۔۔ زمین تا آسمان ممنون ہے میرے بذل و احسان کا
مری زیرِ قدم ہے تختِ شاہی جس ولایت مین ۔۔۔ وہان کے دام و دو کو عار ہی منصب سلیمان کا
رہا مین دہر مین اندیشہ آسیب سے ایمن ۔۔۔ گہر کو کیا خطر ہے لطمہ گرداب عمان کا
مری خاکِ قدم سے تاج خسرو استعانت لے ۔۔۔ مری نعلین کو دی نعلبندی تاج سلطان کا
جسے کہتے ہین سب فردوس پائین باغ ہی میرا ۔۔۔ مجھے ہے مُفت گھر بیٹھے نظارہ حور و غلمان کا
فنافی المرتضیٰ کے رمز سے جسکو ہوا آگاہی ۔۔۔ مقام اُس شخص پر ہے کشف میری عزت و شان کا
عروسِ دین کو میرے عقد سے سو سو تفاخر ہے ۔۔۔ شہیدی منقبت خوان ہون جناب شاہ مردان کا

ایضاً

مرا سینہ ہے بیشہ بود و باشِ شیر یزدان کا ۔۔۔ فضائی لامکان سے قرب ہی میرے نیستان کا
جو پوچھا مین نے اُسکا مرتبہ پیرِ طریقت سے ۔۔۔ بتایا کان مین مجکو علی ہے نام یزدان کا
بتون کے توڑنے مین اُسکا ابراہیم ہمسر تھا ۔۔۔ اگر ہوتا نہ زیر پا کتفِ شاہِ رسولان کا
تو ارو کے یہ معنی جب لکھا شعر اُسکی مدحت مین ۔۔۔ مری مضمون سے مضمون لڑ گیا ہی نظم قرآن کا
بہت دشوار تھا دیوار کیونکر پھاندتی اُمت ۔۔۔ اگر وہ در نہوتا مصطفےٰ کے شہر عرفان کا
شرف حاصل ہوا ہے کعبے کو اُسکی ولادت سے ۔۔۔ پرستش گاہ محشر تک رہے گا ہر مسلمان کا
حقیقت جزو و کُل کی آپ پر یا شاہ روشن ہے ۔۔۔ کہون کیا حال اپنے حسرتِ دردِ فراوان کا
نہ اک لحظہ ہے گلرنگ پیکر من نے مستی کی ۔۔۔ نہ اِک لمحہ رہا نظارگی مین روے خندان کا

دلیکن مجکو لطف عام سے امید واثق ہے — کروگے جبر دم مین تم مرے صد سالہ نقصان کا
تصور آپ کی صورت کا وقت نزع مجکو ہو — مزا تم نے مرا شرق نبے مہر درخشان کا
شہید ی مصطفےٰ کا لاڈلا حیدر کا پیارا ہون — مجھے کیا خوف ہے بردہ ہون مین شاہ شہیدان کا

تشبیب لغت مین جوانی کے دنونکا مذکور اور عشق کا حال بیان کرنے کو کہتے ہین اور
شاعرون کے نزدیک تشبیب اُسکا نام ہی جو قصیدے مین چند اشعار تمہید کے طور پر مدح یا ہجو سے
پہلے لکھے جاتے ہین اور شاید پہلی ہی عادت ہو کہ اُن شعرون مین مضمون عشقیہ ہی لکھتے ہون
لیکن اب اسکی قید باقی نہین ہی بہار خواہ حُسن یا عشق اور جسطرح کے شعر جس بیان مین ہون
اُسکو تشبیب کہتے ہین یہان سے معلوم ہوا کہ تشبیب حقیقت مین قصیدے سے متعلق ہے گویا کہ اُسکا
دیباچہ اور جزو قصیدہ ہے اس صورت مین قسم علیحدہ نہ ٹھہری بلکہ قصیدے کے شمار مین ہے لیکن
مجمع الصنائع اور اکثر کتابون مین اُسکو قصیدے سے علیحدہ لکھا ہے مثال اُسکی قصیدے کی
مثال مین آچکی ہے فائدہ جو قصیدہ تشبیب کے ساتھ نہو اور اُسمین پہلے ہی سے مدح خواہ
ہجو شروع کردین اُسکو مجرد اور جسمین تخلص یعنی گریز نہو اوسکو مقتضب کہتے ہین جیسا کہ اس
قصیدے مین ہے اور خود شاعر اشارہ اس بات کا کرتا ہے

قصیدہ مجرد کی مثال انتخاب کے طور پر

طلوع روشنی جیسے نشان ہو شہ کی آمد کا — ظہور حق کی حجت ہی جہان مین نور احمد کا
دبستان ازل مین وہ معلم عقل کل کا تھا — نہ تھا نام ونشان جن روزون اُس لوح برجد کا
چمن پیرا کن فرش اُس کی بزم رنگین کا — بہار آفرینش ایک بوٹا اُس کی مسند کا
عجم مین زلزلہ نوشیروان کے قصر پر آیا — عرب مین شور اُٹھا جسدم کہ اُسکی آمد آمد کا
شہرت حاصل ہوا آدم او ابراہیم کو اُس سے — نہ تنہا فخر عالم فخر تھا اپنے اب وجد کا
شب و روز اُسکے صاحبزادونکا گہوارہ جنبان تھا — عجب ڈھب یا وہ تھا روح الامین کو بھی خوشامد کا
وہ اس عالم مین رونق بخش تھا حورونکی تسکین کو — گیا جنت مین طوبیٰ بنکے سایہ اُس سہی قد کا

شب معراج چڑھکر عرش پر دم مین اُتر آیا — بیان اس قلزم معنی کا کیا ہو جذر اور مد کا
گذر وحدت سے کثرت مین نہوتا ذات مطلق کو — نہ بنتا صفر گر نقش احد پر میم احمد کا
اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق سے شامل — خوام اُس برزخ کبریٰ مین تھا حرف مشدد کا
خدا بن مانگے کیا نعمتین دیتا ہے بندونکو — ترا دست دعا ضامن ہے جیسے کل کے مقصد کا
پھٹینگے مثل تقویم کہن دیوان ہزارونکے — ہوا عالم مین شہرہ میرے اشعار مجدد کا
ہوئی ہے ہمت عالی مری معراج کی طالب — میسر ہو طواف ای کاش مجکو تیرے مرقد کا
کبھی نزدیک جا کر آستانے پر ملون آنکھین — کبھی مین دور بیٹھون اور کرون نظارہ گنبد کا
مدینے کی زمین کے گر نہ لائق ہو مرا لاشہ — کسی صحرا مین وانکے مین خجر رش ہون دام اور دد کا
تمنا ہے درختون پر ترے رقبے کے جا بیٹھے — قفس جسوقت ٹوٹے طائر روح مقید کا
خدا منھ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے — زبان پر میری جسدم نام آتا ہے محمد کا

قطعہ لغت مین کسی چیز کے ٹکڑے کو کہتے ہین اور شاعرون مین قطعہ اُن شعرون کا نام ہے کہ مثل غزل اور قصیدے کے ایک ہی وزن اور قافیے پر ہون لیکن مطلع نہو کسواسطے اگر مطلع ہوگا تو موافق حد معین کے اُسکو غزل کہین گے یا قصیدہ اور قطعہ دو شعر کا بھی ہوتا ہے زیادہ کیواسطے کچھ حد مقرر نہین اور اُسکے مضمون مین ایک شعر کا علاقہ دوسرے شعر کے ساتھ ہوتا ہے اس صورت مین قطعہ علیحدہ بھی ہوتا ہے اور غزل اور قصیدے مین اگر دو یا تین شعر خواہ اُس سے زیادہ ایک دوسرے سے متعلق ہون تو اُسکو قطعہ کہین گے مثال اُسکی قطعہ

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے — جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا
بلبل کو دیا نالہ تو پروانے کو جلنا — غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا
پھیر کر مجھ سے وہ منھ بیٹھا تھا کل جیسے خفا — مجکو تو جانیے بھی جہان دیکھا ہے
مین بھی منھ پھیر کے اُس سمت سے یون کہنے لگا — ہاے آج ایسا ہے محبوب جہان دیکھا ہے
جسکے دیکھے سے نہ کچھ ہوش ہے باقی نہ حواس — کیا کہین کسے کہ اک آفت جان دیکھا ہے

جو ہین نکلا یہ زبان سے مری بس وُہ ہین وہ شوخ | یک بیک بول اُٹھا کیسے کہان دیکھا ہے
مجھکو تو چھیڑ ہی منظور تھی آئینہ اُٹھا | ہنس کے کہنے لگا لے دیکھ یہان دیکھا ہے

رباعی چار مصرعون کا نام ہے کہ پہلے اور دوسرے اور چوتھے کا قافیہ ایک ہو اور تیسرے مصرع کا قافیہ اُس وزن پر ہونا ضرور نہین ہے اور اُسکو چہ مصرعی اور دو بیتی بھی کہتے ہین اُستادان دو سے دریافت ہوا ہی کہ رباعی کا چوتھا مصرع نہایت دلچسپ ہوتا ہی کہ اُس سے ساری رباعی مین جان پڑ جاتی ہے اور اگر وہ مصرع دلچسپ نہو تو اُسکا حال بے نمک کھانیکا سا ہے اور رباعی کے چوبیس وزن خاص مقرر ہین جائز ہی کہ اُن اوزان مین سے ایک پر چارون مصرع ہون یا ہر مصرع اُن اوزان مین سے ایک ایک وزن پر ہو لیکن اگر اُس خاص وزن پر نہوگا تو اُسکو عروض والے رباعی نہ کہینگے اگرچہ عوام ناواقف سے اُسکو رباعی کہتے ہون مثال اُسکی رباعی

جب پاس وفا اُسے ہمارا نہ رہا | ہمکو بھی خیال دوستی کا نہ رہا
قربان مین کس ادا سے کہتا ہون تمھین | اتنے ہی مین عاشقی کا دعوی نہ رہا
کیا خوار و زبون کیا وفا نے مجھکو | کونے مین بٹھا دیا حیا نے مجھکو
نظرون سے بتون کی گر پڑا تھا مومن | صد شکر اُٹھا لیا خدا نے مجھکو

فرد دو مصرع ایک شعر کو کہتے ہین خواہ دونون مصرع کا قافیہ موافق ہو یا مخالف یہان سے معلوم ہوا کہ فرد کیواسطے یہ بات ضرور نہین ہے کہ شاعر جب ایک ہی شعر کہے تب اُسکو فرد کہین گے بلکہ غزل خواہ قطعہ یا قصیدہ یا مثنوی کا بھی اگر ایک شعر لکھا یا پڑھا جاوے تو وہ بھی فرد ہی اور اُسکو بیت بھی کہتے ہین لیکن بعضونکے نزدیک فرد اُسی شعر کو کہنا چاہیے جو تنہا ایک ہی شعر مین ہو اور بیت اُسکو کہتے ہین جو قطعہ اور غزل اور قصیدے کا کوئی شعر ہو خواہ تنہا ہو پس فرد خاص ہے اور بیت عام مثال اُسکی

ڈسا ہو کالی نے جسکو ظالم تو وہ فسونکے اثر سے کھیلے | دہان دل کا تیرے مارا نہ منتر بولنے سے کھیلے
ہجر کی شب تھا سیہ خانہ مرا ایسا مہیب | چاندنی اُتری نہ مارے خوف کے دیوار سے

مثنوی اُس نظم کو کہتے ہین کہ کچھ اشعار کہ جنکی تعداد کی کوئی حد مقرر نہین ہے اُن اوزان مین سے

جو مثنوی کے لیے مقرر ہین ایک وزن خاص پر لکھے جائین اور دو مصرعونکے قافیے متفق یعنی ہر شعر کا قافیہ علیحدہ اور مختلف ہو جیسے اردو مین مثنوی میر حسن اور میر تقی کی اور بہت مثنویان مشہور ہین اور فارسی مین بوستان اور سکندرنامہ اور یوسف زلیخا وغیرہ مثال اُسکی مثنوی

یہ تھا رمز جو اُسکے سایہ نہ تھا
نہونیکے سایے کا تھا یہ سبب
جہانتک کہ تھے یان کے اہل نظر
سبھون نے لیا پتلیون پر اُٹھا

کہ رنگ دوئی وان تک آیا نہ تھا
ہوا صرف پوشش مین جسکی سب
سمجھ ما یہ نور کحل البصر
زمین پر نہ سایے کو گرنے دیا

ترجیع بند لغت مین پھیرنیکو کہتے ہین اور شاعرونمین اُس نظم کو کہ چند شعر غزل کے طور پر مع مطلع کے ایک وزن اور قوافی مین لکھکر ایک خانہ قرار دین اُسکے بعد ایک مطلع دوسرے قافیہ پر کہ معنی مین ان اشعار سے کچھ علاقہ رکھتا ہو داخل کرکے بند کے طور پر گرہ دین تب دوسرا خانہ اسیطرح دوسری غزل کی طور پر دوسرے قوافی مین لکھکر مطلع کیساتھ تضمین کرین اسیطرح خانہ بخانہ جسقدر چاہین بند لکھتے جائین پھر اگر بند کا مطلع جو بعد غزل کے داخل کرتے ہین ایک ہی ہر بند مین مکرر آتا ہی تو اُسکو ترجیع بند کہتے ہین اور اگر بند کا مطلع مختلف ہو تو اُسکو ترکیب بند بولتے ہین اور یہ مطلع ترکیب بند کا جائز ہے کہ ہر مطلع کا قافیہ علیحدہ ہو یا سب ایک قافیے پر ہون اور یہ جو بعضون نے لکھا ہی کہ قوافی ہر مطلع کی علیحدہ ہون تو جمع کرنیسے مثنوی ہو جائین اور موافق ہون تو سب ملکر ایک خانہ ہو جائین اسمین گفتگو ہی کسواسطے کہ وہی سب مطلع بند کے اگر قوافی مین مختلف ہون اُسوقت البتہ مثنوی ہو سکتی ہے جب اصل وزن ترجیع بند کا اوزان معینہ مثنوی مین سے کسی وزن خاص پر ہوگا اور یہ قید کسی کتاب مین دیکھی نہین گئی کہ ترجیع بند اوزان مخصوصہ مثنوی مین سے ایک وزن خاص پر ہونا چاہیے اور دوسرا امر کہ سب متحد القوافی ملکر ایک ہی خانہ ہو جائین کبھی ممکن ہی نہین ہے کسواسطے کہ ترجیع بند کی تعریف سے معلوم ہو چکا ہے کہ ہر خانے کے شعر مثل غزل کے ہوتے ہین اور ظاہر ہے کہ غزل مین صرف مطلع کے دو مصرع ایکقافیہ پر ہوتے ہین باقی اشعار کا صرف مصرع ثانی اُسی قافیے پر آتا ہی اس صورت مین وے سب مطلعے جو ایک قافیے پر ہونگے

جمع کرنیسے سب ایک قافیہ پر مطلع ہونگے غزل کی صورت نہین پیدا کر سکتے اور جب غزل نہین ہو سکتی تو ترجیع بند کا ایک خانہ سب مل کر کیونکر بن جائینگے مثال ترجیع بند کی

ترجیع بند

تو چھوڑ مجھے چلا گیا دل
دلدار کے کھینچنے پڑے ناز
یعنے نہین پھر ہے کام کا دل
دیتا ہون وہم ایسے فتنہ گر پر
تھا ورنہ بہت ہی پارسا دل
گھونٹے ہی گلے کو کوئی ہمدم
کس آفت جان سے لگا دل

افسوس کہ میرے پاس تھا دل
کیون عمدی دلربائی اتنا
انصاف سے دیکھنا مرا دل
کیسی مری جان پر بن آئی
کیا بات کرون کہ ہے خفا دل
اے مونس غمگسار ہمدم

ہے اس سے زیادہ بیوفا دل
یہ دشمن جان تمہین مبارک
مائل ادھر آپ ہی ہوا دل
اس چشم نے کر دیا خراب آہ
اللہ بگڑ گیا ہے کیا دل
اے محرم راز کیا کہون مین
کیا پوچھے ہے کیونکہ لیگیا دل

آن شوخ چنان ربود از من
گویا کہ دلم نبود از من

پردے میں ہے رشک ماہ میرا
ہے مقبرہ خوابگاہ میرا
اس سد سکندری کو توڑو
ہے شوق ستم گواہ میرا
ای دوستو ہاتھ سے چلا مین
خود جرم ہے عذر خواہ میرا
ناصح انصاف تو ہی کر یار

کیونکر نہو دل سیاہ میرا
بس آپ مین آؤ تم کہ شاید
آئینہ ہے سنگ راہ میرا
دیکھا تو نے کہ رنگ بدلا
قابو مین نہین دل آہ میرا
اے چارہ گرا تو پھینک تیر
دل دینے مین کیا گناہ میرا

کیا مر نکلے بعد پاؤن پھیلائے
ہو دل مین گذار گاہ میرا
مین کشتہ شہید ہے دیت ہون
اے شوخ فسون نگاہ میرا
مرنا نہین اختیار کی بات
ہے حال بہت تباہ میرا
آن شوخ چنان ربود از من

گویا کہ دلم نبود از من

اور فارسی مین ترجیع بند حضرت شاہ علاؤ الدین صاحب وصال رحمۃ اللہ علیہ کا جسکے ہر بند کا یہ مطلع کہ بچشمان دل مبین جز دوست + ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست + مکرر آیا ہے مشہور اور معروف اور ایسا مقبول ہے کہ کوئی لڑکا اسکے پڑھنے سے محروم نہ رہا ہوگا مثال ترکیب بند کی

ترکیب بند

ولکیلر سے یہ بھی چلی جا نکو کیا ہوا

دم مین نہین ہے دم مرے جاتا تنگ کیا ہوا

سر پٹکتا ہے شانہ پڑا دونون ہاتھ سے
اُس دست رشک پنجۂ مرجانکو کیا ہوا
دل بین نہیں کسکو ہے زلف مسلسل کدھر گئی
کچھ زخم سینہ ہے نمکدانکو کیا ہوا
گردش مین اپنی ناز ہے پھر روزگار کو
اُس چشم نرگسی کی جنبش مژگانکو کیا ہوا

کیا جانے تیری زلف پریشانکو کیا ہوا
شبنم ٹپک رہی ہے جانب خورشید التفات
برہم ہے حال کاکل پیچانکو کیا ہوا
بو ہی قبا ہی یوسف گل ہی نسیم مین
اُس چشم رشک فتنۂ دورانکو کیا ہوا
کنعان ہے سینہ چاک رخ ماہ دیکھکر

بیٹھی ہی اپنا خون دل افسوس سے حنا
شرمندہ سا نہ مہر درخشانکو کیا ہوا
لذت فزا نہین الم اُس لب کو کیا ہی
اُسکے شمیم عطر گریبانکو کیا ہوا
دعوی ہی ہمسری کا غزالان دشت کو
اُس روی غیرت مہ تابانکو کیا ہوا

عیب حجاب شمع رخان جہان گیا وہ مہر آسمان نکو نی کہان گیا

افسوس کوئی پردہ نشین وہ نہین رہا
جس سے کہ زندگی کا مزہ تھا نہین رہا
اپنی تباہیون کو کہان جا کے روئیے
وہ قدردان شکوۂ بیجا نہین رہا
کس سے بنا ہے کہ سوای وفات کے
وہ پردہ چشم سوز تماشا نہین رہا

وہ حسن جس سے عشق ہو سوا نہین رہا
اے چرخ چاہئے ہے مہر مہ کو کیا
وہ شمع روی انجمن آرا نہین رہا
کسکو گلے لگائیے اے شوق ہمکنار
دنیا مین ہے نام وفا کا نہین رہا
اُس عین نور حسن کو کیونکر نہ روئیے

حیف اپنی تلخکامی و شوریدہ حالی
چاہین اُسے کہ روز تمنا نہین رہا
دل مین جگہ نہونیکا کس سے گلہ کرین
وہ خوش گلو وہ سینہ مصفا نہین رہا
اب کسکو دیکھیے کہ کسی کو نہ دیکھیے
آنکھون مین جو رہے کوئی ایسا نہین رہا

ہر دم جبین آئینہ آلودہ نم سے تھی یہ آب و تاب حسن اُسی مہ کے دم سے تھی

مسمط تسمیط لغت مین موتی پرونے کو اور مسمط پروئے ہوی موتیون یعنی موتیونکی لڑی کو کہتے ہین اور شعرا کی اصطلاح مین مسمط اُس نظم کا نام ہے کہ پہلے ایک بند کئی مصرع کا ایک وزن اور ایک قافیہ پر لکھا جاوے پھر دوسرے بند کا آخری مصرع اُسی قافیہ پر آتا جائے اور باقی مصرع اور قوافی پر ہون اسیطرح تیسرا اور چوتھا بند اور جسقدر چاہین اور یہ بند تین مصرع سے کم اور دس سے زیادہ نہین ہوتا ہے پس اگر تین ہی مصرع کا بند ہو تو اُسکو مثلث اور چار مصرع کا ہو تو مربع اور پانچ کو مخمس اور چھ کو مسدس اور سات کو مسبع اور آٹھ کو مثمن اور نو کو متسع اور دس کو معشر کہتے ہین اُردو مین مربع اور مخمس کی رواج زیادہ ہے باقی کم یہان سمجھنے کیواسطے ہر قسم کے دو دو بند علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے ہین

مثلث کی مثال

مثلث

یہ زمانہ بھی عجب طور کا ہی سفلہ پرست
بوم ہی نغمہ سرا بلبل مسکین نالان

ابلہان را ہمہ شربت ز گلاب و قند ست
اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان

قوت دانا ہمہ از خون جگر می بینم
طوق زرین ہمہ در گردن خری می بینم

یہ مثال اُس تضمین کی ہی کہ غزل کو ایک مصرع بڑھا کر مثلث کیا ہی اور کبھی بغیر تضمین کے بھی ہوتا ہی مثال اسکی

برقع جو اپنے منھ سے صنم نے اٹھا دیا
یوسف کا حسن قصہ پارینہ ہو گیا

سبکو خدا کی نور کا جلوہ دکھا دیا
دل اُسکے عکس نور سے آئینہ ہو گیا

سجدے کو مہر و ماہ نے بھی سر جھکا دیا
قامت نے اُسکے فتنہ محشر جگا دیا

مربع کی مثال

اسکو مجرا ہی جو کہتا زار آگے جو رضا
یار سے کہتا تھا یہ ہر بار آگے جو رضا

آبرو رکھو مری اے یار آگے جو رضا
جسطرف کو آنکھ اُٹھی تری قربان نگاہ

جو نظر آوے تو ہی ماہی سے لیکر تا ماہ

عشق میں دلبر کے ہون بیمار آگے جو رضا
اسقدر اپنی لگاوٹ تو ہے دلکو چاہ
سر جھکاؤں وان نہیں سو بار آگے جو رضا

مخمس کی مثال

کوئی جاوے جو اُدھر شام و پگاہ ہی گا ہے
چاہیے رحم سر حال تباہ ہے گا ہے
دمبدم لحظہ بلحظہ نہیں گاہ ہے گا ہے
ہمدموں پوچھو نہ تم حال دل پر غم و درد

دل پہ سوزش سے سد القلب ہی ہر دم سرد
ہی بلا کثرت اندوہ ہجوم غم و درد

تو کہے اُس سے ہی یا نالہ و آہ ہی گا ہے
اس طرف بھی تجھے لازم ہی نگاہ ہی گا ہے
اشک سرخ آنکھوں میں ہے رنگ رخسار کا زرد
دل کو فرصت نہیں اتنی کہ کراہ ہی گا ہے

اور مخمس میں کبھی پانچوان مصرع ترجیع بند کے طور پہ ہر بند میں مکرر بھی لاتے ہین۔

مثال اُسکی

جیسے اے راحت جان تجھسے جدا رہتا ہون
مضطرب و ششدر و حیران و خفا رہتا ہون
منھ لپیٹے ہوے دن رات پڑا رہتا ہون
قبر میں جیسے کہ ہووے کوئی مردہ خاموش

نہ تو ولیس ہے وہ طاقت کہ کرون شور و خروش
اُسطرح خانہ تاریک میں تنہا خاموش

کیا کہوں سخت مصیبت میں پھنسا رہتا ہون
کسی ہر پہر میں نہ مشغول میں کیا رہتا ہون
اور نہ کچھ بات ہی کرنے کا رہا ہی مجھے ہوش
منھ لپیٹے ہوے دن رات پڑا رہتا ہون

اور کبھی غزل میں تین مصرع ہر شعر کے ساتھ ملا کر مخمس بناتے ہین اور یہ بہت مروج ہی

مثال اُسکی

ہی داد خواہ تجھسے وفا اور وفا ہی ہم
کیا الگ چلی ہی تجھسے ہوا اور ہوا ہی ہم

راضی ہے تیری خو سے جفا اور جفا ہی ہم
نکہت کو تجھسے لی ہی صبا اور صبا ہی ہم

بے عطر تیرے بسن سے قبا اور قبا سے ہم
پائی نہ پھر دعا کی رسائی اثر تلک

رہتے ہین ذرات کو روتے سحر تلک
پونہچی ایکبار اجابت کے در تلک

بجلی سے ایک لگتی ہے دو دوپہر تلک
تنگ آ گئی ہے اثر سے دعا اور دعا سے ہم

مثال مسدس کی

ہے دام بلا طرۂ دلدار کسی کا
وان ہاتھ بھی کرتے نہین ہار کسی کا
یان لب پہ مرے آٹھ پہر جان حزین ہے
غافل مرے احوال سے وہ پردہ نشین ہے

نادیدہ ہوا دل یہ گرفتار کسی کا
یان دیدۂ تو طالب دیدار کسی کا
جو دم کہ گذرتا ہے دم باز پسین ہے
کہتے ہین جو کچھ لوگ جدا اب سکا نہین ہے

یان ہجر سے جینا ہوا دشوار کسی کا
وان بند ہوا روزن دیوار کسی کا
وان اُس بت عیار کو پروا ہی نہین ہے
کہنا نہین سنتا ہے وہ زنہار کسی کا

پس یہ مثال اُس مسدس کی جو مسمط کے اقسام مین داخل ہے البتہ ٹھیک ہے نہ وہ مسدس کہ اُردو کے بعضے قاعدہ نویسون نے لکھا ہے یعنی ہر بند مین دو شعر کے چار مصرع ایک قافیہ پر اور تیسرے شعر کے دونون مصرع قافیہ جداگانہ پر اُس مثال کے ہر بند مین مکرر موجود ہین اِس طرح مثال

جا ہی عبرت سے مرا حال پریشان یارو
ہای افسوس نہ نکلا کوئی ارمان یارو

اُس توڑی ہے یہ مایوسی حرمان یارو
جنکی جیمین ہی ہی بات نہونے پائی

دل لگا کر ہوا مین سخت پشیمان یارو
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

اور بعضون نے یہ مثال لکھی ہے مثال

کیا کہون مجھسے کچھ نہ پوچھ ہلکا حال ہمنفس
یعنی وفور عشرت و جوش نشاط تھا کہ بس

بعد زمانہ وصل پر ہمکو ہوا جو دسترس
صبح و شب سپید گذشت یا و شبینہ خانہ رفت

کچھ نہ برآئی آرزو رہگئی دل مین سب ہوس
روی سحر سیہ کہ عید یار با این بہانہ رفت

بعد چار مصرع کے جسطرح اُردو کا شعر مثال سابق مین مکرر آتا گیا ہے اِس مثال مین فارسی کا شعر ہر بند مین مکرر ہے اور لطف یہ ہے کہ آپ ہی مسمط کی تعریف مین لکھے جاتے ہین کہ پہلے بند کے چند مصرع قافیہ مین متفق ہون اور بعد اُسکے اُسیقدر اِس طرح کے ہون کہ مصرع اخیر کا قافیہ موافق اُن چند مصرع کے یعنے پہلے بند کے ہو اور آپ ہی مثال اُسکی ایسی لکھتے ہین کہ یہ تعریف اُسپر صادق نہین آتی کس واسطے کہ اُن دونون مثالون سے ظاہر ہے کہ کسی بند کے مصرع اخیر کا قافیہ بند اول کے قافیہ پر نہین ہے بلکہ ہر بند مین تیسرا شعر مکرر آتا گیا ہے پھر وہ مثال مسمط کی کس طرح ہو سکتی ہے

یہاں سے معلوم ہوا کہ جو مسدس موافق مثال مندرجہ اس کتاب کے ہوگا وہ مسمط کے اقسام سے ہے
اور جس میں کوئی شعر مکرر خواہ ہر بند میں شعر جداگانہ قوافی مختلف پر آیا کرے وہ مثل ترجیع بند
یا ترکیب بند کے ہے کہ تعداد اُسکے شعروں کی ترجیع بند کی تعداد سے کہ حد اُسکی برابر ایک غزل
کے مقرر ہے کم نہیں تو مسمط اور ترجیع بند اور ترکیب بند میں کچھ تفرقہ باقی نہیں رہتا

افسوس اس چمن میں وہ سرو رواں نہیں
ایسا کوئی چمن نہیں جسمیں خزان نہیں
بلبل کا شاخ گل پہ کوئی آشیاں نہیں
شبنم سے رشک گرم ہے چشم تر کہیں
لالہ سے آشکار ہے داغ جگر کہیں
قلق اُس کی جدائی کا ستاتا ہے مجھے
عشق اُس زلف کا دیوانہ بناتا ہے مجھے
ڈوبتا ضعف سے مشکل نظر آتا ہے مجھے
ناتوان جانکے سایہ سے ڈراتا ہے مجھے
کہیو پیغام یہ اُس ماہ لقا سے میرا
کہ مرے سایہ کا ہوتا ہے مجھی پر دھوکا

مسبع کی مثال

گل خندہ زن نہیں کہ وہ آرام جان نہیں
وہ چہچہہ نہیں ہے وہ شور و فغان نہیں
پھرتا ہے باغبان ٹپکتا ہے سر کہیں
خالی پڑا ہے درد و مصیبت سے گھر کہیں

مثمن کی مثال

موج کے ساتھ ہی دریا تو بہاتا ہے مجھے
ہے تجھے زلف دوتا کی قسم اے باد صبا
کہ برا حال ہے ظالم ترے سودائی کا
جسطرح لیکے پر کاہ کو اُڑتی ہے صبا

لطف بہار تازگی گلستان نہیں
سنبل میں بو کہاں گل عنبر فشان نہیں
سر پر اُڑاتی خاک ہے باد سحر کہیں
بلبل کا آشیان ہے کہیں بال و پر کہیں
دل میں جگر میں آنکھ میں سینہ میں کہاں نہیں
شمع ساں داغ دل خستہ جلاتا ہے مجھے
مثل وحشی کے شب و روز پھراتا ہے مجھے
قیس محزون جو کبھی آپ میں پاتا ہے مجھے
اگر اُس شوخ کی کوچہ میں گذر ہوتا تیرا
ہو گیا آج غم ہجر سے لاغر اتنا
رنگ چہرہ کا اُڑائے لیے جاتا ہے مجھے

متسع کی مثال

ہو گیا زلف گرہگیر کا سودا ہمکو
پانوں پڑ پڑ کے لیے جاتی ہیں صحرا ہمکو
زور وحشت نے دکھایا ہے تماشا ہمکو
سنبل تر کی قسم زلف چلیپا کی قسم
غم مجنوں کی قسم عشوہ لیلیٰ کی قسم

طوق و زنجیر سے اب اُنس ہے زیبا ہمکو
کبھی ہنسنے میں ہے اُس گل نے رُلایا ہمکو
آپ ہی دل نے تو دیوانہ بنایا ہمکو
شور محشر کی قسم قامت رعنا کی قسم
حسن یوسف کی قسم عشق زلیخا کی قسم

بیٹھنے دیتے نہیں آبلہ پا ہمکو
کبھی اس ہنسنے پہ آجاتا ہے رونا ہمکو
آپ ہی بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہمکو
گل خندان کی قسم عارض زیبا کی قسم
دُر دندان کی قسم عقد ثریا کی قسم

دل نالان کی قسم بلبل شیدا کی قسم	چشم جادو کی قسم نرگس شہلا کی قسم	کہ سوا تیرے کبھی کوئی نہ بھایا ہمکو

اور ان سب قسمون مین ہوسکتا ہے کہ جسمین چاہین دو دو مصرع غزل کے تضمین کرین چنانچہ اس معشر مین سب کی غزل کے دو دو مصرع اور آٹھ آٹھ مصرع اور ہین

معشر کی مثال

نہ اسے پاس آشنائی ہے	عمر جینے سے تنگ آئی ہے	نہ ہمین طاقت جدائی ہے
مرگ نے دیر کیون لگائی ہے	ورنہ مرنے مین کیا برائی ہے	بات قسمت نے یہ بڑھائی ہے
اپنے طالع کی نارسائی ہے	ہمنے کیا چوٹ دل پہ کھائی ہے	زندگی سخت بیحیائی ہے
کوفت سے جان لب پہ آئی ہے	بوسہ لعل لب سے واے ستم	اسکے جور و جفا سے پیہم
ہوا شوق اپنے دل سے کم	آب حیوان تھا اپنے حق مین سم	ہوسے کامیاب مرتے دم
اس ہین نے دکھائی راہ عدم	ہو گئے خاک سے برابر ہم	کیا کہون دوستو حکایت غم
اسکے کوچے مین مثل نقش قدم		وان وہی ناز و خود نمائی ہے

مستزاد ایک فقرہ نثر کا چھوٹا سا بعد ایک مصرع یا ایک بیت کے بڑھایا جاتا ہے اور شاعرونکے نزدیک لطف اور خوبی مستزاد کی یہی ہے کہ ایک فقرہ نثر کا جس مصرع یا شعر کے بعد آئے کلام اور معنی مین بھی ربط رکھتا ہو یعنی زائد بھی ایسا ہو کہ مصرع اور بیت اسکا محتاج ہو یعنی وہ فقرہ نہو تو مصرع اور بیت اپنے معنی مین تمام ہو جاے مگر حال مین کچھ اسکی قید نہین رہی ہے اور مستزاد مین کبھی مضمون عشقیہ مثل غزل کے ہوتا ہی کبھی اور مضمون بھی باندھتے ہین چنانچہ مثالون سے معلوم ہوگا

مثال اس فقرہ مستزاد کی جو ایک شعر کے بعد آتا ہے

جس باغ مین وہ سرو گل اندام نہین ہے	جس بزم مین وہ شمع دل آرام نہین ہے	ویرانہ ہے گویا
پروا نہین گر آتش جانسوز جلادے	عاشق کا تو جلنے کا سوا کام نہین ہے	پروانہ ہے گویا

مثال اس فقرے کی جو ہر مصرع کے بعد آتا ہے

لینے چٹکیان لگے ہم آپکی چٹ پٹ	اب بھی دل اٹھی ہٹ	چل جا ابے رہ دور ہو آگے سے پرے ہٹ	ہے شیشہ جو ٹوٹ
ان انکھون کو مین حلقۂ زنجیر کرونگا	ویسا ہی بلا ہون	چھوڑون ہون کوئی آپکو دروازے کی چوکھٹ	جھنک نہ کھا مین ہٹ

واسوخت بیزاری کو کہتے ہین اور شاعرونمین اُس نظم کا نام ہے جسمین معشوق سے بیزاری اور عاشق کی بے پروائی کا مضمون اور دوسرے معشوق سے دل لگانیکی پہیر کر اسکو جلی کٹی کہتے ہین لکھین اور حقیقت مین واسوخت اقسام شعر مین سے کوئی قسم علیحدہ نہین ہے بلکہ اکثر مسدس خواہ مثمن یعنی چھ مصرع خواہ آٹھ مصرع کا ترجیع بند یا ترکیب بند کے طور پر دیکھنے مین آیا ہے اسیواسطے اُستادون نے اسکی قسم جداگانہ نہین مقرر کی ہے لیکن مضمون کے لحاظ سے جو اسکا نام واسوخت رکھا ہے تو لکھنا اس کا ضرور ہوا

مثال واسوخت کی

آشنا آنکھ نہ غمزہ نہ ایسے فقرے تھے واللہ
مین تو حیران ہون تجھے دیکھکے سبحان اللہ
جامۂ زیب کہان تو نے یہ پہنا ہے لباس
پاس ان سبکا ہوا بیٹھنے سے آہ یہ پاس

دلبری کی یہ کچھ انداز سے تھا تو آگاہ
بیوفا ایسے کبھی ہوتے ہین جہان مین محبوب
آئی محفل سے کدھر ہین تھی کب گلگی باس
اب جو کچھ اور بنا تو تو ہمین سمجھا غیر

تھا نہ یہ ناز و کرشمہ نہ یہ شوخی کی نگاہ
اپنی اس خوبی پہ مغرور ہوا تو کیا خوب
گفتگو غیر محل تھی تری [illegible]
اگر یہی بات ترے جی مین سمائی ہے تو خیر

مرثیہ دستور قدیم ہے کہ کسی عزیز اور قریب یا دوست خواہ امیر و رئیس کی وفات کا واقعہ اور حزن و ملال کا حال اُسمین لکھتے ہین اور یہ وضع صرف اہل فارس کی نہین بلکہ عرب مین بھی یہ دستور قدیم سے جاری ہے اور مرثیہ کبھی قصیدہ اور غزل کی صورت پر اور کبھی مستزاد اور مسدس وغیرہ کی شکل پر ہوتا ہے اس صورت مین اقسام دوگانہ سے باہر نہ ٹھہرا لیکن مضمون کے لحاظ سے جسطرح واسوخت کا نام علیحدہ ٹھہرا ہے اسیطرح مرثیہ کو بھی قیاس کرنا چاہیے اور اب مرثیہ اکثر وہی کہلاتا ہے کہ جسمین جناب سید الشہدا علیہ علےٰ جدہ و ابیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت کا حال اور واقعہ کربلا لکھا جاتا ہے پس اگر یہ قصیدہ کے طور پر ہوتا ہے تو اسکو مجرئی اور سلامی کہتے ہین لیکن اسی نظم کے مطلع مین لفظ خواہ سلام یا مجرائی اور مجرئی خواہ سلامی کا بھی لفظ اکثر مستعمل ہے اور اگر مستزاد کی وضع پر ہو تو مستزاد اسکو نوحہ کہتے ہین اور اگر مسدس یا مثمن خواہ ترجیع بند یا ترکیب بند ہو تو اسکو مرثیہ کہتے ہین اور یہ بہت مروّج ہے

سلام کی مثال

مجرئی اصلاً نہ تیغ نے شکوۂ خنجر کیا
بولی شہ میدان مین اتنی خوشی اسدم کہ [illegible]

سر دیا اور آشکارا صبر کا جوہر کیا
ذرہ راہ خدا مین نے ہر اک [illegible] کیا

سلامی ہے یہ وظیفہ ہر یکدم اپنا
امام بولے عدو ظلم سے نہ باز آئین

سلام کی دوسری مثال

شفیع روز جزا ہے شہ امم اپنا
رہ رضا سے ہٹے کسطرح قدم اپنا

نوحہ کی مثال

نوحہ

میدان میں دم جنگ یہ بولے شہ ابرار
جیمین ہے کہ سر تیغ تلے آپ سے دھر دون

یا حیدر کرار
میدان بلا مین

مین بھی ہون عنایت کا حمایت کا سزاوار
اب صبر و شکیبائی کے جوہر کرون اظہار

یا حیدر کرار
یا حیدر کرار

مرثیے کی مثال

نور تجلیات سے میدان کربلا
جس بحر بے کنار کا ملتا نہین پتا
غل تھا کہ پشت زین سے گرتے ہین اب امام
آرایش زمین کا ہوا تھا یہ اہتمام

معمور ہو گیا صفت عرش کبریا
اُس بحر معرفت کا شناور حسین ہے
گھبرا کے لی علیؑ و نبیؐ نے رکاب تھام
جبرئیلؑ نے قدم کے تلے پر بچھا دیے

کہتے تھے سب ملائکہ اور خیل انبیا
محبوب خاص حضرت داور حسین ہے
اور فاطمہؑ کے ہاتھ مین گھوڑے کی تھی لگام
حورون نے اپنے موی معنبر بچھا دیے

تاریخ اُسکو کہتے ہین کہ ایک لفظ فقرہ خواہ مصرع یا شعر ایسا تجویز کیا جاے کہ اُسکے ملفوظی حروف کے عددون سے سنہ اور حال کے واقعہ وفات اور نکاح خواہ تولد فرزند یا تصنیف کتاب خواہ لڑائی کی فتح یا آبادی شاہی کے جلوس یا اور کسی امر کے وقوع کا زمانہ سمجھا جاے اب قاعدہ حروف کے اعداد کا سمجھنا چاہیے کہ پہلے منجملہ اٹھائیس حروف تہجی کے ایک سے دس عدد تک مقرر کر کے جلد لیسے سمجھ مین آنے کے واسطے ترکیب اُن حرفون کی یون قرار دی ابجد ہوز حطی اسکو احاد کہتے ہین تفصیل اُسکی یہ ہے الف کا ایک بے کے دو جیم کے تین دال کے چار ہے کے پانچ واو کے چھ زے کے سات حے کے آٹھ طو کے نو یے کے دس پھر گیارھوین حروف سے آٹھ حرف پر دس دس بڑھا کر نوسے تک پونچایا اُسکو عشرات کہتے ہین اور کلمہ مرکب اُسکا یون ٹھرایا کلمن سعفص تفصیل اُسکی کاف کے بیس لام کے تیس میم کے چالیس نون کے پچاس سین کے ساٹھ عین کے ستر فے کے اسی صاد کے نوسے پھر اُنیسوین حرف کے سو عدد ٹھرا کر نو حروف

نو حروف پر سو سو بڑھا کر ہزار تک پہونچایا اسکو مئات کہتے ہین اور مرکب اسکا اسطرح ٹھہرایا
قرشت ثخذ ضظغ تفصیل اسکی قاف کے سو رے کے دو سو سین کے تین سو
تے کے چار سو ثے کے پانچسو خے کے چھ سو ذال کے سات سو ضاد کے آٹھ سو
ظو کے نو سو غین کے ہزار یہ سب اٹھائیس حروف ہوے اور ہمزہ کو الف کے حساب
مین رکھا بعد دریافت ہونے اس قاعدے کے سمجھنا تاریخ کا سہل ہوگیا مثلاً اگر کوئی لڑکا
بارہ سو چار فصلی خواہ ہجری مین پیدا ہوا تو اسکی تاریخ چراغ ہے اور اہل اسلام کا لڑکا جو بارہ سو
پچیس مین پیدا ہوا تو اسکا نام تاریخی مظہر علی بہت خوب ہے اور اسی طرح اگر بارہ سو انیس مین
مرگیا تو وداع جگر اُسکے فوت کی تاریخ بہت زیبا ہے اسکو مادہ تاریخ کا کہتے ہین اور مصرع اور
فقرہ اور شعر کی مثالون کو اسی قیاس کر لینا چاہیے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مادہ تاریخ کا
حسب حال ہاتھ آگیا مگر اسمین ایک دو خواہ تین چار عدد کم ہوتے ہین تو اسکی کسی اور
لفظ سے کوئی حرف اُسی عدد کا جو کم ہوتا ہے تلاش کر کے ملاتے ہین اور اُسکے ملانے کے واسطے
خوبصورتی کے ساتھ اشارہ بھی کر دینا واجب اور ضرور ہے جیسا رنج کے مقام مین ایک عدد
کے واسطے سر آہ اور چار کے لیے سر درد اور خوشی کے مقام مین دو کے واسطے سر بشارت
وغیرہ اور اس کا نام تعمیہ رکھا ہے اور کبھی کچھ بڑھتے ہین تو اسیطرح اشارہ کر کے خارج کرتے
ہین اُس کا نام تخرجہ رکھا ہے مثلاً کسی مادہ مین پچاس عدد بڑھے تو اسکے تخرجہ کا اشارہ بیدل اور مثل کے
مقرر ہے اور لطف تاریخ کا یہی ہے کہ مادہ تاریخ بے تعمیہ اور بے تخرجہ ہو مگر بقدر ضرورت جیسا کہ بیان کیا
اور تعمیہ حادثک کا البتہ جائز رکھا ہے عشرات کا عیب سے خالی نہین سیکڑون کا زیادہ تر معیوب
ہے اور تخرجہ کا مرتبہ اگر خوبی کے ساتھ عشرات تک پونہچے تو مضائقہ نہین شاعرون نے طرح
طرح کی صنعتین اور خوبیان تاریخ مین ادا کی ہین کہ بیان اُس کا اس مختصر مین ادا نہین ہو سکتا
فائدہ جاننا چاہیے کہ قافیہ کا بیان بہت طول اور طویل ہے لیکن یہان اسیقدر سمجھ لینا چاہیے
کہ قافیہ حرف اخیر کو کہتے ہین اور اُسی کا نام ردیف ہے اور وہ اخیر ایسا ہوتا ہے کہ اسکے

پہلے کا حرف ایک ہی واقع ہو جیسے کارا اور بارا اور شورا اور مورا اور تیرا اور شیرا اور ہندا اور سندا اور عقل اور نقل اور مثل اُسکے یا اسکے پہلے حرف کی حرکت موافق ہو جیسے درا اور برا اور زرا اور سرا اور کم اور سم اور دِل اور گِل اور مثل اسکے یا اُسکے بعد کے حرف ان سب باتون مین موافق ہون جیسے مستی اور بستی اور جوانی اور پریشانی اور دانائی اور توانائی اور مثل اُسکے اور قواعد کی کتابون مین ان سب اگلے پچھلے حروف اور حرکات کا نام علحدہ علحدہ مقرر ہے یہان بیان اُسکا طول اور کلام سے خالی نہین ہے اور ردیف ایک لفظ ہے کہ قافیے کے بعد مکرر آئے مثال اُسکی بیت
ہر سنگ مین شرار ہے تیرے ظہور کا • موسیٰ نہین کہ سیر کرون کوہ طور کا • طور اور ظہور مین رے قافیہ اور کا دونون مصرع مین ردیف ہے حال کے شاعر غزل بے ردیف کی کمتر کہتے ہین اور قصیدہ اکثر بے ردیف ہوتا ہی بعضے قصیدے ردیف کے ساتھ بھی ہوتے ہین فائدہ جو شاعر صرف اپنی غزلون کو ایک جگہ جمع کرکے لکھے اُسکو دیوان کہتے ہین اور قصیدون کو جمع کرلے تو اُسکو قصائد کہتے ہین لیکن دیوان مین جو غزلین جمع کیجاتی ہین سب ردیف وار حروف تہجی کی ترکیب پر ہوتی ہے اور قصائد مین اُسکی رعایت ضرور نہین اور سب کلام ہو تو اُسکو کلیات کہتے ہین اور جس کلام مین خداوند تعالیٰ کی بڑائی اور اُسکی قدرت اور خدائی اور اُس کے کمال اور جلال کا بیان ہو تو اُسکو حمد اور ثنا اور توحید اور جسمین اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف ہون اُسکو نعت اور جسمین اُنکے اصحاب اور اہلبیت کی تعریف ہو اُسکو مناقب اور منقبت اور بادشاہ اور امرا اور لوگونکی خوبیان اور بھلائی مین جو لکھا جاے اُسکو مدح اور بُرائی کا بیان ہو تو اُسکو ہجو اور ذم کہتے ہین

دوسری فصل نثر کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ نثر کی تین قسمین مرجز اور مسجع اور عاری مرجز اُس نثر کو کہتے ہین کہ جس کا ہر فقرہ موزون ہو یعنی شعر کے کسی وزن پر پایا جاوے اور قافیہ نہو اور یہ قسم بہت کم پائی جاتی ہے مثال اُسکی اپنے ہاتھون سے مجھے قتل کرے ہین سنے خون اپنا کردیا ہے معاف

آپ بیٹھیے کرم کیجیے، میرے صاحب آپکا گھر ہے مسجع اُسکے خلاف ہی یعنی اسمین فقرات
قافیہ دار ہون اور موزون نہون اور فقرہ کبھی تو رنگین ہوتا ہے اور کبھی صاف صاف فقرہ
رنگین کی مثال سبزے پر شبنم کے قطرے اسطرح نمودار جیسے زمرد کی تختی پر ہیرے کے ٹکڑے
جڑے ہون اور ہر شاخ پر بیلے چنبیلی کی کلیون سے وہ بہار جیسے سبز پری کے گلے مین پھولون
کے ہار پڑے ہون فقرہ صاف کی مثال کل مین آپکے گھر آؤنگا اور کھانا وہین کھاؤنگا
حضرت جو فرمائینگے ہم بجا لائینگے عاری اُن دونون بات سے عاری ہے یعنی نہ اسمین وزن
ہوا ور نہ قافیہ اور اُسکو روزمرہ بھی کہتے ہین مثال اُسکی رقعہ مشفق مہربان آج بندہ
منشی صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا تھا دیر تک آپ ہی کا ذکر خیر تھا اور ایک قصیدہ
آپکا جو حسن اور عشق کے مناظرے مین ہے پڑھتے تھے اور ہر شعر پر وجد کر کے فرماتے تھے
کہ یہ قصیدہ بےنظیر ہے اور تعریف منشی صاحب کی میری محبت کی راہ سے نہین انصاف بھی
یہی ہے کہ حضرت نے اُسمین سحر کیا ہے بندے نے اُس قصیدے کو منشی صاحب سے طلب کیا تو فرمایا
کہ مین اُسکو بہت عزیز رکھتا ہون ایکساعت بھی اپنے پاس سے جدا نہین کر سکتا اسواسطے عرض
کرتا ہون کہ حضرت اور عنایت فرمائین تو مین اُسکی نقل کر کے پھر خدمت مین بھیجدونگا زیادہ نیاز

دوسرا باب خط و کتابت کے دستور مین اور اس مین تین فصلین ہین

پہلی فصل اُردو کے بیان مین جاننا چاہیے کہ اُردو فارسی لفظ ہے لشکر کو کہتے ہین یہان
لشکر سے صاف لشکر شاہجہان بادشاہ جم سے مراد ہے اور اصل اُسکی دار الخلافہ شاہجہان آباد
ہے کہ وہان دربار سلطنت اور لشکر بادشاہی عرب اور ایران اور توران اور ترکستان اور
ہند کے لوگ سب جمع رہتے تھے اور آپسمین جو گفتگو کرتے تھے تو عربی اور فارسی اور ترکی اور
سنسکرت سب ملکر یہ زبان پیدا ہوئی اور اُسکو ریختہ بھی کہتے ہین غرض اس زبان مین عربی
اور فارسی اور ہندی اسطرح ملگئی کو اگر کوئی چاہے لفظ عربی خواہ فارسی کا اسمین شمول ...

اور خالص ہندی کے الفاظ مین گفتگو کرے تو بہت دشوار ہو جاے بلکہ اکثر الفاظ ایسے خاص و
عام کی زبان پر جاری ہین کہ ہندی مین اونکا ترجمہ بھی نہین ہو سکتا بعد اسکے لوگ اس زبان مین
شعر کہنے لگے یہان تک کہ غزل اور قصیدہ اور مثنوی اور ہر قسم کے شعر جو فارسی مین تھے اس زبان مین کہے
گئے اور ہوتے ہوتے نثر بھی عبارت رنگین اور غیر رنگین شروع ہو گئی اور بہت فارسی اور عربی
کی کتابونکا ترجمہ اردو مین ہو گیا اور داستان اور کہانیان عجیب غریب لکھی گئین اور لکھی جاتی ہین اور خط و
کتابت کا دستور اردو اب تک جاری نہین ہوا پھر اب اگر کوئی زبان اردو مین اسکا رواج دیا چاہے تو جسطرح
نظم اور نثر فارسی کے طور پر جاری ہوئی اسیطرح خط و کتابت کا بھی فارسی کے طور پر جاری ہونا ضرور ہوگا
اور فارسی مین جو خط لکھنے کے قاعدے مقرر ہین ناچار اردو مین بھی اسیکا تابع ہونا پڑیگا یہان سے
معلوم ہوا کہ جسطرح فارسی مین بڑے اور چھوٹے اور برابر والے کو خط لکھتے ہین اسیطرح اردو
مین بھی خواہ مخواہ لکھنا ہوگا اب سوچنے کی بات ہے کہ فارسی مین جو الفاظ بڑے چھوٹے کو یا ہمسر
کے واسطے مقرر ہین کہ اسکو القاب کہتے ہین اور اسکے بعد جو الفاظ لکھے جاتے ہین اسکو آداب کہتے ہین
پہلے تو یہی نہین ہو سکتا کہ فارسی مین جو ان الفاظ کا نام آداب اور القاب کہا ہے اردو مین اسکا ترجمہ ہو کر
کوئی دوسرا نام ٹھہرایا جاوے مثلاً اگر کسی سے پوچھے کہ القاب اور آداب کو اردو مین کیا کہتے ہین تو ظاہر
ہے کہ اسکا جواب کچھ نہین ہو سکتا پھر ان الفاظ کا ترجمہ تو اردو مین اور بھی زیادہ مشکل ہے بلکہ ہو ہی
نہین سکتا جیسے قبلہ اور کعبہ کہ فارسی مین بڑے کا القاب اور مشفق مہربان ہمسر اور برخوردار عزیز از جان
چھوٹے کے واسطے مقرر ہے ترجمہ اسکا ہندی مین کوئی کیا کریگا اور آداب بندگی اور سلام اور اشتیاق
ملاقات اور دعای عمر و حیات کی جگہ کیا لکھیگا اگر کوئی تکلیف کرکے بعضے لفظ کا ترجمہ کچھ لکھے بھی
تو وہ نرا ڈھکوسلا ہے اور کانون کو اس سے آشنائی نہین ہوتی مثلاً نور چشم سعادتمند بلند اقبال طال عمرہ
کا ترجمہ یون لکھے آنکھ کی روشنی نیکبختی کے بھرے اونچے نصیب والے بڑھے زندگی اسکی ایسا
ترجمہ اگر کسی فقریکا ممکن بھی ہو تو محض بیتج اور مہمل ہوگا اور اسی طرح اور بھی بہت سے الفاظ عربی اور
فارسی کے ایسے ہین کہ اسکی جگہ اردو کا کوئی دوسرا لفظ نہین ہو سکتا جیسے خط کو خط ہی لکھین گے

اور بڑے کے پاس سے جو خط آوے تو اُسکو عنایت نامہ کہتے ہین اور بادشاہ کے حضور سے آوے تو فرمان اور امرا اور
وزیر کے نوشتے کو شقہ اور پروانہ بولتے ہین اور چھوٹا جو خط لکھے تو عریضہ اور عرضی اور لکھنے والا خط کا کہ
اُسکو کاتب کہتے ہین اپنے تئین کمترین اور فدوی اور فقیر اور خادم اور نیازمند اور مخلص اور مکتوب الیہ
یعنی جسکے نام خط ہو اُسکو جناب اور حضور وغیرہ لکھتے ہین پس ظاہر ہے کہ عنایت نامہ اور پروانہ اور
فرمان اور شقہ اور عریضہ اور عرضی اور فدوی اور کمترین اور جناب اور حضور کا ترجمہ اُردو مین کسی طرح
ممکن نہین ہے اسکے سوا جب تقریر زبانی مین جناب اور حضور اور پیر مرشد اور خداوند اور فدوی اور کمترین
بولتے ہین تو تحریر مین اُسکا ترجمہ کیونکر ہو سکے گا یہان تین بیان و فائدے کیواسطے کیا گیا ایک تو یہ کہ مبتدی
اِس باتکو جانے کہ اسطرح کے الفاظ ہندی کے نہین ہین دوسرے یہ کہ اِس اِنشا مین جو رقعات لکھے
جاوینگے اُن مین ناچار ایسے ہی الفاظ عربی اور فارسی کے لکھنے پڑینگے تو کسی کو جاے اعتراض باقی
نہو اب ہم خط و کتابت کے دستور یہانسے لکھے دیتے ہین کہ اُردو اور فارسی دونون کے لیے کام دین

دوسری فصل

خط لکھنے کی تعلیم مین کاتب یعنی خط لکھنے والے کو چاہیے کہ پہلے مکتوب الیہ یعنی جسکے نام خط لکھتا ہے
اُسکا مرتبہ سوچ لے کہ وہ بڑا ہے یا چھوٹا یا برابر ہے اور یہ بڑائی یا چھوٹائی اور برابری کچھ سن اور سال پر
موقوف نہین ہے بلکہ بڑائی اور چھوٹائی کبھی مال پر اور کبھی کمال پر خیال کیجاتی ہے اور کبھی سن اور سال پر
مثلاً کوئی غریب اور مفلس اگرچہ عمر مین بڑا ہو اور امیر دولتمند چھوٹا تو امیر کا رتبہ بڑا ہے اور فاضل عمر
مین چھوٹا اور جاہل بڑا تو جاہل کا رتبہ چھوٹا ہے اور یہ نہین ہو سکتا ہے کہ کوئی خانسامان یا درزی
ستر برس کا اور امیر سترہ برس کا ہو خانسامان اور درزی اُوس امیر کو لڑکا سمجھکے برخوردار اور امیر
اُسکو بوڑھا جان کے قبلہ و کعبہ لکھے یا مرید عمر مین بڑا اور پیر کمسن ہو تو مرید پیر کو عزیز جان اور پیر
مرید کو قبلہ و کعبہ لکھے پس میری دانست مین بڑائی اور چھوٹائی سن اور سال کے رو سے صرف
قرابت مین دیکھنے کے قابل ہے نہ غیرون مین یہان سے معلوم ہوا کہ فضل اور کمال کا خیال

کرنا اغیار مین اور سن وسال کا دیکھنا اپنے یگانون مین ضرور چاہیے یعنی اگر کسی منشی یا شاعر یا حکیم کو خط لکھنا ہو اور وہ علم کی راہ سے رتبے مین بڑا ہو یا برابر ہو تو وہ گو عمر مین چھوٹا ہو القاب موافق اُسکے رُتبے کے لکھنا مناسب ہے۔ یہی حال ہی مُفتی اور اُستاد اور پیر اور عالم اور قاضی کا اور اگر چھوٹا بھائی اور بیٹا اور بھانجا اور بھتیجا رتبے مین بڑا ہو مثل باپ جاہل اور بیٹا فاضل اور بڑا بھائی فقیر یا پیادون مین نوکر اور چھوٹا بھائی امیر خواہ تحصیلدار ہو تو وہان رُتبے کا لحاظ نکیا جائیگا اور بڑائی اور چھوٹائی سن وسال کی دیکھی جاویگی یعنی باپ بیٹے کو فاضل ہو یا جاہل ہر حال مین برخوردار اور بڑا بھائی چھوٹے بھائی کو عزیز از جان ہی لکھیگا جب یہ دریافت ہوا تو سمجھنا چاہیے ارکان خط کے اکیس ہین یعنے استادون نے خط مین اکیس باتونکا ہونا ضرور مقرر کیا ہے مقدمۂ القاب۔ اور القاب۔ اور ادعیہ۔ اور آداب۔ اور تحیت۔ اور اشتیاقیہ۔ اور ملاقاتیہ۔ اور صفت ملاقاتیہ۔ اور اظہاریہ۔ اور خطونکے نام۔ اور خطونکی رسید۔ اور آدرکیہ۔ اور کاتب کے نام اور مکتوب الیہ کے نام۔ اور دوسرے شخص کی صفت اور چیز کا بھیجنا۔ اور چیز کا مانگنا۔ اور اپنا آنا اور مکتوب الیہ کا آنا یا جانا۔ اور مطلب۔ اور خاتمہ۔ اور لفافہ بعضونکے نزدیک خط کے ارکان مین داخل نہین ہے اگر سو تو بائیس ہوتے ہین مقدمۂ القاب برابر والے خواہ بڑے کو۔ القاب کے پہلے اسکی صفت کو صاحب کے ساتھ ملا کر جو الفاظ لکھے جاتے ہین اُسکو مقدمۂ القاب کہتے ہین اور اُس صفت کی ظاہرا پانچ قسمین ہین پہلی قسم قرابت ہے جیسے برادر صاحب اور چچا صاحب اور خالو صاحب اور ماموںصاحب اور والدہ صاحبہ اور خالہ صاحبہ اور ہمشیرہ صاحبہ لیکن باپ کے لیے مقدمۂ القاب اُستادونکی تحریر مین نظر نہین آیا بعضے قبلہ گاہی صاحب لکھتے ہین مگر فصیح نہین ہے دوسری قسم خطاب ہے جیسے نوابصاحب اور راجہ صاحب اور خانصاحب اور رانی صاحبہ اور بیگم صاحبہ تیسری قسم صفاتی ہے جیسے مولوی صاحب اور منشی صاحب اور حافظ صاحب اور حکیم صاحب اور پنڈت صاحب اور آخوند صاحب۔ اور آتو صاحبہ چوتھی قسم عُہدہ ہے جیسے قاضی صاحب اور

مفتی صاحب اور بخشی صاحب اور داروغہ صاحب اور دیوان صاحب اور چودھری صاحب
اور چودھرائن صاحبہ پانچوین قسم ذاتی ہے جیسے شیخ صاحب اور میر صاحب اور میرزا صاحب
خانصاحب اور لالہ صاحب اور بائی صاحبہ فقط مخفی تر ہے کہ چھوٹے اور ادنی کیواسطے مقدمۂ
القاب نہین ہوتا کسواسطے کہ اُس لقب کے ساتھ لفظ صاحب کا ملایا نہین جاتا یعنی بھانجی
صاحب اور بھتیجہ صاحب اور باورچی صاحب اور چپراسی صاحب لکھنے کا دستور نہین ہے
لیکن برادر کا لفظ چھوٹے بھائی اور فرزند کا لفظ بیٹے کے القاب مین قبل از عزیز از جان ارجمند
وغیرہ الفاظ کے سوا اُنکے اور کسی کو بھی اسی طرح لکھے تو اگرچہ وہ مقدمۂ القاب ٹھہریگا
مگر صاحب کا لفظ اُسکے ساتھ نہ لکھا جائیگا اور واضح ہو کہ مقدمۂ القاب کے پہلے بھی بعضے
ایک دو لفظ بڑھایا کرتے ہین جیسے جناب منشی صاحب اور حضرت مولانا صاحب پس یہ
لفظ مقدمۂ القاب مین بھی داخل ہے القاب پہلے جاننا چاہیئے کہ فارسی مین مراتب مکتوب
الیہ کے بہت ہین لیکن اس مقام مین بیان کرنا صرف اُنھین مراتب کا جو اُردو مین ضروری ہین
مناسب سمجھا جاتا ہے سو یہ مراتب قابل یاد رکھنے کے ہین یعنے ہمسر کا درجہ تین قسم سے خالی نہین
ہے یا ہمسر مطلق ہے کہ سب طرح اپنے برابر ہو تو القاب اُسکا فارسی مین مرد کے واسطے مولوی صاحب
مشفق مہربان کرم فرمای مخلصان اور عورت کے لیے خانم صاحبہ مشفقہ محترمہ یا ایسا ہمسر ہے
کہ رتبے مین کچھ بڑا ہے تو مرد کیواسطے راجہ صاحب عالیشان قدر دان نیازمندان یا نواب صاحب
والا مراتب عالی مناصب یا خانصاحب معدن فیض و احسان مخزن جود و امتنان اور عورت
کے واسطے رانی صاحبہ یا بائی صاحبہ شفیقہ محترمہ اور اگر رتبے مین کچھ کم ہے تو مرد کو صاحب
مہربان دوستان اور عورت کو چودھرائن صاحبہ عصمت مآب لکھین گے اور یہی حال ہے
بڑے کا مثلاً اگر رتبے مین کچھ بڑا ہے تو مرد کو برادر صاحب قبلہ و کعبہ امیدگاہ فدویان اور
عورت کو ہمشیرہ صاحبہ مکرمہ کمترینان اور جو اس سے بھی زیادہ جیسے باپ اور پیر تو اُسکو
قبلہ کونین و کعبہ دارین اور پیر و مرشد برحق خداوند نعمت مطلق اور مان اور پیرانی کو

والدہ صاحبہ مکرمہ معظمہ مفخمہ اور اگر بہت بڑا ہے جیسے بادشاہ تو قبلۂ عالم و عالمیان اور بادشاہ بیگم کو جناب عالیہ خاتون مخدرات زمانیہ اور مثل اُسکے لکھنا چاہیے علی ہذا القیاس چھوٹا اگر کچھ چھوٹا ہے تو برادر عزیز از جان اور برخوردار نور الابصار اور بہن اور بیٹی کو ہمشیرہ عزیزہ اور نور چشمی قرۃ العینی اور اگر اس سے بھی کم رفیق اور ملازم ہے تو مرد کو اعتضاد و اپستان عزیز القدر شرافت پناہ صداقت دستگاہ اور عورت کو عصمت پناہ و عفت دستگاہ اور جو بہت چھوٹا ہے تو مرد کو مستمد الخدمت فدوی خاص اور عورت کو فدویہ خاص اور مثل اسکے لکھین گے اُردو خط مین بھی الفاظ عربی اور فارسی کے جو فارسی کے خط مین لکھے جاتے ہین لکھے جائینگے اور کبھی شخص کم رتبے کا صرف نام ہی لکھکر مطلب شروع کر دیتے ہین اور ایسی تحریر اُسوقت ہوتی ہی جب امرا اپنے ملازم کو دستخط خاص سے شقہ لکھتے ہین اَدعیہ اُن لفظون کو کہتے ہین جو بعد القاب کے جملہ عربی کا دُعا کے طور پر لکھا جاتا ہے اُسکو دعائیہ بھی کہتے ہین جیسے ہمسر کے واسطے زاد لطفہٗ دوام عنایتہٗ اور سلمہ اللہ تعالے ترجمہ اسکا اگر اُردو مین چاہے تو تکلف کیساتھ البتہ ہو سکتا ہی جیسے زیادہ ہو خوبی اور ہمیشہ رہے عنایت اُنکی اور مثل اسکے بڑے کے واسطے دام برکاتہٗ اور مدظلہ العالی اور خلد اللہ ملکہ ترجمہ اسکا بھی ہو سکتا ہے جسطرح مذکور ہو چکا اور چھوٹون کے لیے طال عمرہٗ اور مثل اسکے اور عورتون کیواسطے انھین الفاظ مین ضمیر تانیث کی ہوتی ہے جیسے مدظلہا اور طال عمرہا وغیرہ اور ادنیٰ کے واسطے بعافیت باشند و در مراحم بودہ باشند اور بعضے لوگ عربی کی جگہ فارسی لکھتے ہین جیسے سایۂ عالی بر سر فدویان مبسوط باد اور درجہ افزای مراتب محبت باشند اور در حفظ الٰہی باشند لیکن اُردو مین سوا دعائیہ عربی کے گنجایش ان الفاظ کی ہرگز نہین واضح ہو کہ مقدمۂ القاب اور القاب اور ادعیہ جب سب ملایا جاتا ہے تب اُس سب کو القاب کہتے ہین جیسے جناب منشی صاحب مخدوم نیازمندان صمیم و قدیم زاد لطفہٗ آداب اُس فقرے کا نام ہے جو بعد القاب کے لکھا جاتا ہے اور جسطرح مقدمۂ القاب اور ادعیہ سب ملکر ایک القاب کہلاتا ہی اُسی طرح تحیّت اور اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ اور صفت ملاقاتیہ اور اظہار یہ سب کو ملا کر آداب

کہتے ہین چنانچہ حال اُسکا ہر ایک کے بیان سے دریافت ہوگا تحیت ہمسر کو جو سلام اور نیاز اور بڑے کو بندگی اور کورنش اور تسلیمات اور چھوٹے کو دعاے درازی عمر اور مثل اُسکے جو کچھ لکھتے ہین اُسکو تحیت کہتے ہین اشتیاقیہ ہمسر کو شوق اور اشتیاق اور بڑے کو تمنا اور آرزو اور چھوٹے کو خواہش جو لکھتے ہین صرف انھین الفاظ اور کلمات کو منشیون کی اصلاح مین اشتیاقیہ کہتے ہین ملاقاتیہ بعد لفظ اشتیاقیہ کے ہمسر کے واسطے ملاقات اور مواصلت اور وصال اور معانقہ جسمانی اور بڑے کے لیے ملازمت اور حضوری خدمت اور قدمبوسی اور چھوٹے کو دیدار اور دیدہ بوسی وغیرہ جو الفاظ لکھتے ہین اُسکو ملاقاتیہ کہتے ہین صفت ملاقاتیہ اُس ملاقات کی صفت مین جو فقرہ لکھا جاتا ہے اُسکو صفت ملاقاتیہ کہتے ہین جیسے فارسی مین ملاقات بہجت آیات اور ملازمت کیمیا خاصیت اور قدمبوسی والا اور دیدار فرحت آثار اور مثل اُسکے اور بعضے بعد ان الفاظ کے کلمات مبالغہ بھی زیادہ کرتے ہین بعد کاف بیانیہ کے جیسے حدّے ونہایتے ندارد و بتشریح وبیان درنمی آید اور مثل اُسکے یہ کلمات بھی اسی صفت مین داخل ہین مگر اُردو مین ترجمہ صرف انھین کلمات مبالغہ کا البتہ ہو سکتا ہے اور صفت کے الفاظ بدستور فارسی کے رہینگے اُنکا ترجمہ غیر ممکن ہے اظہاریہ بعد اُن الفاظ کے جو مطلب لکھتے کی خبر دیتے ہین اُسکو اظہاریہ کہتے ہین جیسے فارسی مین ہمسر کو مشہود خاطر محبت مآثر باد یا میگرداند اور بڑے کو معروض میدارد اور عرض عالی میرساند اور چھوٹے کو مطالعہ نمایند اور نگارش میرود لکھا جاتا ہے مگر اُردو مین ان الفاظ کا بعینہ ترجمہ نہین ہو سکتا ہے وہان یون لکھین گے ہمسر کو مطلب لکھتا ہون اور بڑے کو عرض کرتا ہون اور چھوٹے کو واضح ہو اور مثل اسکے پس جب یہ معلوم ہوا تو اب جاننا چاہیے کہ تحیت سے لیکر اظہاریہ تک سب ملکر آداب ہوتا ہے مثال اُسکے بعد سلام و نیاز و اشتیاق ملاقات بہجت آیات کہ حدّے و نہایتے ندارد مشہود عالی خاطر محبت مآثر باد ترجمہ اُسکا بعد سلام اور نیاز اور اشتیاق ملاقات کے جسکی حد اور نہایت نہین ہے مطلب لکھتا ہون اور بعد اداے کورنش اور بندگی کے عرض کرتا ہے اور بعد

دعا کے واضح ہو ترجمہ لکھنے والے کی تمیز پر موقوف ہے اگر دریافت ہو کہ ترجمہ اردو زبان مین
فصیح ہو سکتا ہے تو مضائقہ نہین نہین تو ضرورت نہین ہے کہ خط اور مکتوب کو چٹھی یا پاتی اور سجدہ
اور قدمبوس کو ٹک گھسنی اور پالاگن لکھنے لگے اور واضح ہو کہ ادنی کو مرد ہو خواہ عورت آداب نہین
لکھا جاتا اور عورت کو اسیطرح اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ نہین لکھنا چاہیے مگر صدر اعلی کے واسطے
قدمبوسی تک جائز ہے **خطون کے نام** خط اگر ادھر سے آیا اور ہمسر کا خط ہی تو الطاف نامہ اور نامہ
نامی اور محبت نامہ اور بڑے کا خط ہے تو نوازشنامہ اور سرفراز نامہ اور فرمان واجب الاذعان
اور منشور کرامت نشور اور چھوٹے کا خط ہے تو اسکو مکتوب مرغوب خط مسرت نمط اور عرضی
مرسلہ اور خط جو ادھر سے بھیجا ہے اگر ہمسر کو بھیجا ہے تو اسکے مقابلے مین آپنے خط کو رقیمہ یا رقیمۂ نیاز اور
اشتیاق نامہ اور بڑے کے مقابلے مین عریضہ اور عرضی اور عرضداشت اور چھوٹے کے مقابلے
مین خط کو خط لکھین گے لیکن بہت ادنی اسکے مقابلے مین اپنی تحریر کو شقہ اور پروانہ لکھنا چاہیے
اور ترجمہ ان سب الفاظ کا اردو زبان مین کچھ نہین ہو سکتا چنانچہ حال اسکا ان الفاظ سے ظاہر
ہے خط کی رسید اگر خط ہمسر کا پونچا ہے تو فارسی مین یون لکھینگے وصول فرحت نمود
اور وصول الطاف شمول فرمود رنگ وصول ریخت اور مثل اسکے اور بڑے کیواسطے
ورود فرمود شرف صدور بخشید نزول اجلال فرمود اور چھوٹے کے واسطے رسید و مسرور
گردانید بہ ملاحظہ گذشت اور مثل اس کے اور بعضے لوگ کلمات فخریہ اور سرور بھی ان الفاظ
کے ساتھ ملاتے ہین یعنی یون لکھتے ہین کہ وصول نمودہ جمعیت ظاہر و باطن افزود وصول
نمودہ مسرور گردانید پرتو وصول افگندہ باعث مفاخرت گردید ورود فرمود فرق عزت و
افتخار بہ فرق فرقدان رسانید اردو مین ان فقرات کے عوض ہمسر کو یون لکھا جائیگا الطاف نامہ
یا نامۂ نامی یا محبت نامہ کے پونہچنے سے نہایت سرور حاصل ہوا اور بڑے کو عنایت نامہ
یا سرفراز نامہ یا فرمان عالی کے پونہچنے سے سرفرازی حاصل ہوئی اور چھوٹے کو خط تمہارا
پونہچا ہمکو نہایت خوشی ہوئی اور ادنی کو عرضی تمہاری ملاحظہ سے گذری **فائدہ**

اب اس مقام پر اتنی بات قابل لحاظ کرنے کے ہے کہ مکتوب الیہ کے جو تین مرتبے اور ہر مرتبے کے تین درجے اوپر بیان کیے گئے نباہ اُس کا اُردو کی تحریر مین اس مقام تک ہوا اب آگے جو مقامات آتے ہین اُن مین ممکن نہین ہے اور کہین کچھ ہوا بھی تکلف سے خالی نہوگا اسی نظر سے فارسی مثالون مین بھی وہ رعایت موقوف کر کے صرف ایک ایک مثال لکھی جاتی ہے جسطرح فارسی مین اپنے خط کے پوہنچنے کو ہمسر کے مقابلے مین ملاحظہ در آمدہ باشد موصول گردیدہ باشد اور بڑے کے مقابلے مین بملاحظۂ اقدس در آمدہ باشد از نظر فیض منظر بار یابان حضور لامع النور در گذشتہ باشد اور چھوٹے کو بمطالعہ در آمدہ باشد یا رسیدہ باشد وغیرہ مثل اسکے لکھتے ہین اُردو مین ہمسر کو ملاحظہ ہوا ہوگا اور بڑے کو نظر سے گذرا ہوگا اور چھوٹے کو پہنچا ہوگا لکھین گے اور اکثر خط کے مطلب سمجھنے کی عبارت جو لکھتے ہین اُسکو اور اکثر لکھتے ہین مثلاً فارسی مین ہمسر کو یون لکھتے ہین مضمون عطوفت مشحون پیرایہ ایضاح یافت اور بڑے کو ارشاد فیض بنیاد مطلع فرمود اور چھوٹے کو بر حقیقت مندرجہ آگاہی دست داد یا مدعاے معروضہ معلوم شد اور اُردو مین یہ مطلب یون لکھا جائیگا حقیقت مندرجہ کو بخوبی سمجھا ارشاد فیض بنیاد کسے فراہ واقعی آگاہ ہوا یا آگاہی حاصل ہوئی اور حال دریافت ہوا یا حقیقت معروضہ واضح ہوئی کاتب کے نام خط لکھنے والا اگر ہمسر ہے تو اپنے تئین ہمسر کے مقابلے مین فارسی مین آین دوست آین مخلص این نیازمند اور بڑے کے مقابلے مین فدوی آین غلام این خادم این کمترین آین نمک پروردہ اور چھوٹے کے مقابلے مین اینجانب و ما و من و ما بدولت لکھین گے اور اُردو مین ہمسر ہو تو آپ اور بڑا ہو تو جناب اور حضور اور چھوٹا ہو تو تم لکھنا چاہیے مکتوب الیہ کے نام فارسی مین ہمسر کو آن کرم فرما آن مشفق آن مخدوم آن مکرم آن شفیق آن مہربان اور بڑے کو آن قبلہ آن حضرت آنجناب آن خداوند نعمت اور حضور ملازمان اور بندگان عالی اور بندگان حضور اور چھوٹے کو آنعزیز آن برادر آن برخوردار آن جان عمر آن سعادت پایہ آن سعادت سمر قاہم

آن لخت جگر آن نور دیدہ آن معتمد الخدمت آن فدوی خاص اور اردو مین اپنے تئین ہمسر کے مقابلے مین فدوی اور کمترین اور غلام اور چھوٹے کے مقابلے مین آپ نے تئین ہم لکھین گے دوسرے شخص کی صفت اگر خط مین کسی دوسرے شخص کا مذکور آجاے تو موافق اُسکے رتبے کے اُسکا القاب لکھکر اُسکا نام لکھتے ہین یعنے اگر ہمسر ہو تو یون لکھتے ہین سید صاحب شفیق سید امیر علی صاحب کی زبانی معلوم ہوا اور بڑا ہو تو لکھنا چاہیے جناب مولوی صاحب مولوی محمد باقر علی صاحب کے فرمانے سے دریافت ہوا کہ جناب عالی متعالی قبلۂ عالم کے حضور سے ارشاد ہوا اور چھوٹا ہو تو برادر عزیز محمد علی اور برخوردار حسین احمد کے بیان سے واضح ہوا کہ کلو کے عرض کرنے سے دریافت ہوا اور اگر نام اُس شخص کا مکرر آوے تو یون لکھنا مناسب ہے کہ ہمنے میر صاحب موصوف کو سمجھا دیا اور مولوی صاحب ممدوح سے عرض کر دیا اور جناب عالی قبلۂ عالم کے حضور مین عرض کیا اور برخوردار مذکور اور برادر مرقوم سے کہدیا اور بعضے لوگ مکرم الیہ اور معزی الیہ اور معظم الیہ اور مومی الیہ اور مشارٌ الیہ اور نام بردہ لکھتے ہین چیز کا بھیجنا اگر کوئی چیز ہمسر کے پاس بھیجی ہے تو لکھنا چاہیے کہ آپکے پاس بھیجدی اور بڑے کو لکھے کہ خدمت عالی یا حضور والا مین ارسال کی اور چھوٹے کو لکھے کہ تمھارے پاس یا تمکو بھیجدی چیز کا مانگنا اگر ہمسر سے طلب منظور ہے تو بھیجدیجیے یا لطف فرمائیے اور بڑے سے طلب کرے تو عنایت کیجیے یا مرحمت فرمائیے اور چھوٹے سے مانگے تو روانہ کرو اور بھیجدو لکھے اپنے آنے کا حال ہمسر کے مقابلے مین بندہ حاضر ہوا تھا اور بڑے کے مقابلے مین کمترین مشرف خدمت ہوا کمترین ملازمت کو غلام قدمبوسی کو حاضر ہوا تھا اور چھوٹے کے مقابلے مین ہم تمھارے یہان گئے تھے یا مین تمھارے پاس گیا تھا یا حضور یا بدولت رونق افروز ہوے تھے مکتوب الیہ کے آنے یا جانے کا حال اگر ہمسر ہے تو اُسکے آنے کو آپنے کرم فرمایا تھا اور تشریف لائے تھے اور قدم رنجہ فرمایا تھا اور جانے کو آپ جب سے تشریف لے گئے ہین لکھنا چاہیے اور بڑے کو جناب یا حضور

رونق افروز ہوے تھے یا جب سے کلکتے کو تشریف فرمایا نہضت فرما ہوے اور چھوٹے کو
تم یہان آتے یا حاضر ہوے تھے اور جب سے بنارس کو سدھارے یا آگرے گئے ہو۔
مطلب خط پونہچا حال معلوم ہوا ہمنے پہلے خط روانہ کیا ہے پونہچا ہوگا اُس سے حال ہمارا
دریافت ہوا ہوگا جب سے تم اُدھر گئے ہو کچھ نہین بھیجا ہے اب میر نثار علی پونہچتے ہین اُنکے
ہاتھ پچاس ہزار روپے بھیجو تو ہمارا آنا ہوتا ہے نہین تو تم آپ آؤ خاتمہ بعد تمام ہونے
مطلب کے ہمسر کو لکھے زیادہ کیا تصدیع دون زیادہ کیا تکلیف دیجائے زیادہ کیا
گزارش کرے اور فارسی مین بعضے جو اُسکے بعد فقرۂ دعائیہ اور بھی بڑھاتے ہین جیسا ایام
جمعیت و شادمانی مدام بکام و عمر و دولت روز افزون باد وغیرہ جو اردو مین چاہیے
تو یون لکھے خوشی و شادمانی ہمیشہ نصیب رہے اور عمر و دولت روز زیادہ ہوتی رہے
اور مثل اِسکے اور بڑے کو زیادہ حد ادب زیادہ کیا عرض کرے واجب تھا عرض کیا سایہ
آپکا ہمارے سر پر ہمیشہ رہے آفتاب دولت و اقبال کا تابان رہے اور چھوٹے کو زیادہ کیا
لکھا جاے تاکید اور تھوڑے لکھنے کو بہت سمجھو اور موافق لکھنے کے عمل مین لاؤ واضح ہو کہ
مطلب خط کا مثلاً اُسیقدر رہے جو اوپر لکھا گیا اور یہ بھی فرض کر لیا جاے کہ لکھانے والا
اُسکا کوئی جاہل ہے اور وہ یہ نہین جانتا کہ دستور خط لکھنے کا کیا ہے صرف اپنا مطلب
بیان کر دیتا ہے اِس صورت مین لکھنے والے پر واجب ہے کہ کاتب اور مکتوب الیہ کے
مرتبے کو سمجھ لے اور اُس کو تمیز چاہیے کہ یہ مطلب ہمسر کو کس طرح اور بڑے کو کس طور سے
اور چھوٹے کو کیونکر لکھنا ہوگا اِس صورت مین لکھنے والا اگر تھوڑی سی بھی سمجھ رکھتا ہے
تو قواعد مذکورہ سے یہ مقام بخوبی صاف اور واضح ہو گیا کچھ حاجت زیادہ تعلیم کی باقی
نہ رہی یعنی اگر مقدمہ القاب سے لے کر مطلب اور خاتمے تک جو باتین ہر ایک کے
واسطے لکھی گئی ہین ہر ایک بات پر نظر کر کے لکھے تو پانچ خط اُسی ایک مطلب کے
عبارت مختلف مین پیدا ہوتے ہین

پہلا خط ہمسر کے نام

مولویصاحب شفیق مکرم و معظم زاد لطفہ بعد سلام اور نیاز اور اشتیاق ملاقات مسرت آیات کے بیان سے باہر ہے مطلب لکھتا ہون کہ نامئہ نامی کے پوہنچنے سے دلکو نہایت خوشی حاصل ہوئی مضمون اُسکا بخوبی سمجھا گیا اِسکے پہلے مخلص نے بھی نیاز نامہ بھیجا ہے ملاحظہ ہوا ہوگا اب میر صاحب مشفق میر نیاز علی صاحب حاضر ہوتے ہین پانچہزار روپے میر صاحب موصوف کے ہاتھ لطف فرمائیے بعد بندہ حاضر ہوسکتا ہے نہین تو آپ ہی تشریف لائے زیادہ کیا تصدیعہ دون فقط

دوسرا خط بڑے کے نام جو قرابت رکھتا ہو

برادر صاحب قبلہ و کعبۂ دوجہان امیدگاہ فدویان مدظلہ بعد آداب اور تسلیمات اور تمنائے ملازمت کیمیا خاصیت کے کہ شرح اُسکی تحریر مین نہین آسکتی گزارش کرتا ہے کہ نوازشنامۂ عالی نے سرفراز فرمایا ارشاد فیض بنیاد سے آگاہی بخشی قبل ازین کہ اس کمترین نے عریضہ ارسال کیا ہے مشرف ہوا ہوگا اب جناب میر صاحب قبلہ میر نیاز علی صاحب تشریف لیے جاتے ہین پانچ ہزار روپے میر صاحب ممدوح کے ہاتھ عنایت ہون تو فدوی خدمت عالی مین فیضیاب ہو نہین تو جناب ہی تشریف فرما ہون زیادہ کیا عرض کرون

تیسرا خط بڑے کے نام جو مرتبے مین بڑا ہو

جناب حضرت صاحب پیر و مرشد برحق دستگیر مطلق دام برکاتہ بعد ادا کرنے کورنش اور بندگی اور آرزوے قدمبوسی کے کہ قلم کو طاقت تحریر کی نہین عرض کرتا ہے کہ عنایت نامۂ والائی عزت اور آبروبخشی اور ارشاد ہدایت بنیاد سے مطلع فرمایا عرضی غلام کی بھی نظر فیض اثر سے

گذری ہوگی اب برادر صاحب مخدوم ومکرم میر نیاز علی صاحب خدمت اقدس مین فیضیاب ہوتے ہین پانچہزار روپے میر صاحب معظم الیہ کے ہاتھ عنایت ہون تو کمترین دولت قدمبوسی کی حاصل کرے نہین تو بندگان عالی آپ رونق افروز ہون زیادہ حدِ ادب

چوتھا خط چھوٹے کے نام جو قرابت مین چھوٹا ہو

برخوردار نور چشم سعادت اقبال نشان طال اللہ عمرہٗ بعد دُعای درازی عمر اور خواہش دیدار فرحت آثار کے واضح ہو کہ خط مسرت نمط پہونچا مطلب دریافت ہوا پہلے ہمنے بھی ایک خط روانہ کیا ہے تمھارے مطالعے مین آیا ہوگا اب عزیز از جان میر نثار علی پہونچتے ہین پانچہزار روپے اُنکے ہاتھ بھیجدو تو ہمارا آنا ہوتا ہے نہین تو تمھارا آنا ضرور ہے زیادہ اس سے جو لکھا جاے اُسکو تھوڑا جانو فقط

پانچوان خط چھوٹے کے نام جو رُتبے مین چھوٹا ہو

معتمد الخدمت شرافت دستگاہ خوش اور محفوظ رہو عرضی مرسلہ پہونچی حال معلوم ہوا نوشتہ بیان کا بھی تمکو پہونچا ہوگا اب عزیز القدر نثار علی روانہ کیے جاتے ہین چاہیے کہ پانچہزار روپے مشار الیہ کے ہاتھ بھیجدو تو ہم آوین نہین تو تم اپنے تئین پہونچاؤ زیادہ تاکید جانو اور تحریر خطوط کا طرز بھی یاد رکھنے کے قابل ہے اندنون تو اکثر یونہین لکھتے ہین کہ ہمسر اور چھوٹے کو ایک فرد کاغذ بیچ سے شکن دیکر پیشانی پر الف کھینچکر اور پیشانی چھوڑکر ایک فرد پر سیدھی سطرین اور کناری پر ٹیڑھی سطرین لکھتے ہین اسصورت پر

ہمسر اور چھوٹے کے نام کے خط کا نقشہ

میر صاحب مشفق مہربان کرمفرمای مخلصان زاد عنایتہ

بعد سلام و اشتیاق ملاقات کے مدعا یہ ہے کہ بندہ محرم کی دسوین تاریخ جمعہ کے دن خیر سے اگرچہ پہونچا جناب مولوی صاحب سے اُسیدن ملاقات کیا چاہتا تھا مگر اس سبب سے کرنا یدکہ بلا گیا ہون نہین گیا دوسرے دن اُنکی خدمتمین حاضر ہوا نہایت تپاک اور اخلاق سے ملاقات فرمائی اور اپنا آدمی بھیجکر اسباب ہمارا منشی کے گھر سے منگایا اور فرمایا کہ نوکری

[illegible]

اور بڑے کے خط کی صورت یا تو کتابی ہوتی ہے یعنی دونون طرف سے حاشیہ توڑ کے اور پیشانی زیادہ چھوڑ کے پہلے القاب بیچ سطر مین اُسکے بعد سب سطرین سیدھی لکھتے ہین اسطرح پر

بڑے کے نام کے خط کا نقشہ

عمو یصاحب قبلہ و کعبہ دو جہان مدظلہ العالی

بعد آداب اور تسلیمات کے عرض کرتا ہے کہ آج نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ کا لشکر مقام کانپور مین داخل ہوا اور کل دوپہر کے بعد لکھنؤ کو کوچ کریگا فدوی بھی لشکر کے ساتھ روانہ ہوگا اسواسطے گزارش ہے کہ کوئی مکان قابل گذار کے کہ میرے رہنے کا مقام علٰحدہ اور شاگرد پیشہ اور باورچیخانہ وغیرہ علٰحدہ ہو اور باہر اُسکے گھوڑے اور پالکی اور اونٹ اور چھکڑے کی گنجایش ہو پہلے سے کرایہ لے رکھیے گا کہ وقت پونہچنے کے تلاش کی حاجت اور تکلیف نہو زیادہ حد ادب فقط

عریضہ کمترین فیاض علی

یا عرضی لکھی جاتی ہے یعنے سیدھا مد کھینچکر اُسکے اوپر القاب اور نیچے سے سیدھی سطرین لکھتے ہین

عرضی کا نقشہ

خداوند نعمت فیاض زمان دام اقبالہ

عالیجاہا فدوی دو برس سے امیدوار پرورش حضور والا مین حاضر ہے اور اکثر ارشاد ہوا کہ وقت خالی ہونے کسی عہدے کے حکم مناسب پایگا جو ان دونون عہدہ دبکارہ نویسی کا بندگان عالی کی کچہری مین ہے اِس صورت مین اُمیدوار فضل و کرم کا ہون کہ پرورش فدوی کی اِس عہدے پر فرمائی جاوے تو عین خداوندی ہے۔ واجب تھا عرض کیا۔

آفتاب دولت و اقبال کا ہمیشہ تابان رہے۔

فدوی ترابنجار ابن سید [illegible]

اور عدالت کے کاغذون کے لکھنے کا طرز جدا ہے کہ اُسکا بیان اگر خدا نے چاہا دوسرے رسالہ مین کیا جائیگا لیکن چند سوالات کا نقشہ نمونیکے طور پر لکھہ دیا جاتا ہی کہ مبتدی اُسکے لکھنے کے طرز سے آگاہ ہو جائین

سوال کا نقشہ صاحب جج کیواسطے

غریب پرور سلامت مجھہ مدعی کا مقدمہ شیخ امام بخش مدعا علیہ کے نام پر بابت دخل پانے ایک منزل حویلی قیمتی دو سو بائیس روپے کے منصف شہر کی کچہری مین دائر ہے اگرچہ منصف صاحب کے انصاف سے مجھے امید ہے کہ اپنے حق کو پہونچونگا لیکن مدعا علیہ منصفی کا وکیل ہے اسی سبب سے بھی اندیشہ اس بات کا ہے کہ کاغذات مین کسی طرح کی چالاکی نکرے اسواسطے اُمیدوار ہون کہ مقدمہ میرا منصفِ شہر کی کچہری سے طلب ہوکر خواہ حضور مین فیصلہ ہو یا صدر الصدور صاحب کی کچہری مین تجویز کے واسطے بھیجدیا جاوے۔ فقط عرضی امین اللہ مدعی معروضہ

سوال کا نقشہ صاحب کلکٹر کیواسطے

غریب پرور سلامت۔ موضع رمئی پور پرگنہ مئو زمینداری موروثی مجھہ نمبردار کی ہے اور آج تک اسپر قابض اور متصرف ہون اندنون مجھہ سائل نے موضع مذکور کو سات سو پچیس روپیہ کے عوض بیاہ پوران مل کے ہاتھہ بیچکر قبالہ اور بیعنامہ لکھدیا اسواسطے یہ سوال حضور مین گذرانکر اُمیدوار ہون کہ مجھہ نمبردار کا نام خانۂ زمینداری سے خارج ہوکر مشتری کا نام داخل فرمایا جاوے۔ فقط

سوال کا نقشہ صاحب مجسٹریٹ کے واسطے

غریب پرور سلامت داد خواہ اپنی دیوار جو ان برسات مین گر پڑی تھی بلند کیا چاہتا ہے لیکن شیو رتن چودھری زبردستی اُٹھانے نہین دیتا اور مزدورونکو مار پیٹ کرتا ہے اور ہنگامہ فساد پر مستعد ہوتا ہے اور اُسکے پہلے ۲۰ جون کو میرے سوال کو کوتوال شہر سے کیفیت طلب ہوئی تھی سو اب تک نہین پہنچی جو

طرف ثانی کا کچھ حرج نہین اور دادخواہ کو مکان کے بے قید ہونیسے بڑا خوف چوری کا رہتا ہی اور بے پردگی سے بہت تکلیف ہے اسواسطے امیدوار ہون کہ کوتوال پر تاکید فرمائی جاوے کہ دیوار متنازعہ کو اپنی آنکھ سے دیکھکر طرفین کے مکان کا نقشہ مع کیفیت کے حضور مین جلد بھیجدین کہ فدوی اپنے حق کو پونہچے۔ فقط

عرضی بھوانی دین بقال معروضہ

واضح ہو کہ شقہ اور پروانہ اور فرمان کے لکھنے کی صورت ایک ہے لیکن جو بادشاہ کی حضور سے آوے تو اُسے فرمان اور اُمرا اور وزرا اور ناظم اور حکام کی طرف سے آوے تو اُسے شقہ اور پروانہ کہینگے صورت اُسکی یہ ہے

فرمان یا شقہ یا پروانے کا نقشہ

فدوی خاص عقیدت نشان ارادت بنیان مورد مراحم رہو

عرضداشت اُس فدوی خاص کی نظر سے گذری دس ہزار روپیہ جو قلعہ کی مرمت کیلیے طلب کیا ہے خزانہ عامرہ سے بھیجا جاتا ہی جسطرح آگے ارشاد ہوا ہے اس روپے کو مرمت مین لگا دو اور چاہیے کہ نوروز کے جشن کے پہلے قلعہ کی کل مرمت ہو جاے اس امر مین تاکید جانکر موافق ارشاد فیض بنیاد کے عمل مین لاؤ فقط المرقوم غرہ شہر ربیع الاول سنہ ۲۰ جلوس والا

لفافہ جس کاغذ مین خط لپیٹا جاے اُسکو لفافہ کہتے ہین ایک طرف سے بالکل صاف بدون وصل کے ہوتا ہے اور دوسری طرف وصل ہوتا ہے کہ اُسکو لاکھ اور گوند وغیرہ سے بند کرتے ہین جو صاف ہوتا ہے اُسطرف پہلی سطر مین سر پر صرف لفاظ انشاء اللہ تعالی یا بعونہ تعالی کے لکھکر اُسکے برابر خواہ اُسکے نیچے سے پتا اور نشان اُس ملک اور مقام کا جہان خط بھیجنا منظور ہے اور مکتوب الیہ کا نام مع اُس القاب کے جو خط مین اُسکے واسطے لکھا گیا ہے لکھا جاتا ہے اور اس سطر کے نیچے گوشے مین وہ کلمات جو خط کے پونہچنے کے واسطے دعا کے طور پر ہوتے ہین اور ہر ایک کے مرتبے کے موافق مقرر ہین لکھتے ہین اور جدھر بند کیا جاتا ہی اُدھر کاتب کا نام اور تاریخ اور روانگی کا دن لکھنا واجب ہے

نقشہ لفافہ اُس ہمسر کے نام

بعونہٖ تعالیٰ خط ہٰذا در بیت السلطنتہ لکھنؤ بہ محلہ مغل پورہ رسیدہ بمطالعہ ساطعہ یا بمطالعہ سامی یا
بمطالعہ گرامی یا بسامی خدمت خانصاحب شفیق مکرم مظہر لطف و کرم امیر اللہ خانصاحب زاد عنایتہٗ

اور بڑے کے واسطے

انشاء اللہ تعالیٰ لفافہ ہٰذا در بلدہ کانپور محلہ پٹکاپور رسیدہ - بسر در مطالعہ یا مطالعہ مباہجہ برادر
عزیز از جان قوت بازوی ناتوان شیخ امیر اللہ طال عمرہٗ اور دوسری طرف جدھر خط بند کیا
جاتا ہے اپنا نام اور تاریخ ہمسر کے مقابلے مین اس طرح رقیمۃ الوداد یا رقیمہ نیاز مجرہٗ یا
ملتمسہ حسین علی عفا اللہ عنہ سیانہ - از اکبر آباد - ۲۵ - ربیع الاول سنہ ۱۲۶۴ ہجری

اور بڑے کے مقابلے مین

عریضہ یا عرضی از مراد آباد معروضہ نہم ماہ محرم حال سنہ ۱۲۶۱ ہجری کمترین امان علی

اور چھوٹے کے مقابلے مین

الراقم یا رقیمہ الدعا عبد العلی عفا عنہ از گورکھپور مورخہ ۲ - یا مرقومہ دہم شعبان سنہ ۱۲۵۶ ہجری
واضح ہو کہ شقہ یا پروانہ یا ادنیٰ کے نام کا خط جو ہوگا اُسکے لفافے پر مطالعہ اور فقرہ دعائیہ
جو خط پہونچنے کے لکھتے ہین نہ لکھین گے صرف پتا اور اُسکا القاب اور نام لکھدینگے اور قاعدہ
دانون سے مخفی نہین ہے کہ یہ الفاظ جو لفافے کے واسطے موافق مرتبہ اعلیٰ اور ادنیٰ اور مساوی کے
فارسی مین مقرر ہین اُردو زبان مین ترجمہ اُسکا کیونکر ہو سکتا ہے یعنی بسامی مطالعہ اور گرامی
مطالعہ اور شرف خدمت اور نظر فیض منظر اور عالیجناب اور حضور فیض گنجور یا مفتوح باد اور شرف

اور رفیقہ الوداد اور عرضی وغیرہ کے عوض مین ہندی کا کون لفظ قائم کیا جاے مگر یہ کہ اگر فارسی مٹا کر خواہ مخواہ ہندی لکھا چاہتا ہے تو وہ سب باتین چھوڑ کر یون لکھے ٭ یہ خط لکھنو محلہ سعادت گنج مین پونہچکر میر صاحب مشفق یا برادر صاحب قبلہ یا برخوردار سعادت نشان فلانے کو پونہچے اور دوسری طرف اپنا نام امیر علی مقام مین پوری چوتھی رمضان ۱۲۶۴ سنہ ہجری قاعدہ تحریر مین اگر نام کسی پیغمبر کا آوے تو اُس نام کے بعد علیہ السلام اور اپنے پیغمبر کے نام نامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ اور اُنکے اصحاب مین ایک نام ہو تو رضی اللہ عنہ اور دو نام ہون تو رضی اللہ عنہما اور اُس سے زیادہ ہون تو عنہم اور اولیا کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ یا قدس اللہ سرہٗ اور دوسرے اشخاص کے واسطے بڑا ہو یا چھوٹا مرد اگر مر گیا ہو تو مرحوم اور مغفور اور عورت ہو تو مرحومہ اور مغفورہ اور بادشاہ کے حق مین حضرت خلد مکان اور جنت آرامگاہ یا جو لقب بعد مرنیکے اُنکے لیے مقرر ہوا ہو جیسے حضرت نوح پیغمبر علیہ السلام اور حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود اور حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہما اور حضرت خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم اور حضرت پیر دستگیر شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سلطان المشائخ سلطان نظام الدین قدس اللہ سرہ العزیز اور والد مرحوم برادر مغفور اور والدہ صاحبہ مرحومہ اور حضرت ظل سبحانی خلد مکان اور ادنی کم رتبے کے واسطے مرد ہو تو متوفی جیسے پیرو جولاہہ متوفی اور عورت ہو تو متوفیہ جیسے چمنی بھٹیاری متوفیہ اور ہندو اگر رتبہ رکھتا ہو تو اُسکو بھی متوفی لکھنا چاہیے جیسے رام سنگھہ زمیندار متوفی

تیسرا باب خطوط اور رقعات مین

پہلی فصل مین ہمسرون کے خطوط اور اُنکے جواب اور اس فصل مین چھ خط اور ایک رقعہ مع جواب اور ایک خط غیر جوابی ہے پہلا خط جواب طلب ٭ مرغ جان کو قفس تن سے رہائی ہوتی ۔ لیکن اُس جان جہان سے ٭ جدائی ہوتی ٭ شفیق میرے جسد ان سے آپ کلکتے تشریف

لے گئے لکھنو کا شہر میری آنکھو نمین اُجاڑا ور گھر مجھے ایک کالا سا پہاڑ معلوم ہوتا ہی اور بیٹھتا
ہون تو جگر مین وہ بے اختیار ایسا اٹھتا ہے کہ بیچین ہوکر اُٹھ کھڑا ہوتا ہون تو ناتوانی سے
تھرتھرا کر ناچار بیٹھ جاتا ہون رونگٹا رونگٹا بدن مین نشتر سا چبھتا ہے اور کلیجا آٹھ آٹھ پہر
آگ کو انگارے کی طرح پھکتا ہے کھانا پینا چھوٹ گیا اور دل کے زخم کا ٹانکا ٹوٹ گیا نیند تو خواب
مین بھی صورت نہین دکھاتی اب موت بھی مجھسے آنکھ چراتی ہے دن کو بے پانی مچھلی کی طرح تڑپتا ہون
رات کو کروٹین بدل بدلکر کانٹون پر لوٹتا ہون مین تو بہتیرا اپنے تئین سنبھالون لیکن بقول
مصحفی صاحب کے دل کو کیا کرون **بیت** دلکے دھڑکے کا یہ عالم ہے کہ دو دست + پُرزے
ہوہو کے گریبان اُڑا جاتا ہے ٭ افسوس کی بات ہے کہ میرا تو آپکی یاد مین یہ حال ہے اور آپنے ایسا
مجھے دل سے بھلایا کہ کبھی پیام و سلام سے بھی یاد نہ فرمایا خدا کے واسطے اپنی خیریت سے تو مطلع فرمایئے
اور خوشخبری ملاقات کی جلد سنایئے اور اگر ممکن ہو تو ایک گھڑی انگریزی تحفہ لیکر بھجوایئے کہ جدائی کے
رنج سے تارے تو گنتا ہی رہتا ہون اب ہر ساعت آپکے انتظار مین گھڑی سے دم شماری کیا کرون

دوسرا خط اُسکے جواب مین

ع خواب مین تمنے اگر شکل دکھائی ہوتی ٭ جو بلا جان پر آئی ہے نہ آئی ہوتی ٭ شفیق
میرے عنایت نامہ کیا پہونچا مصرعہ گویا مُردے کے جلانے کو مسیحا پہونچا ٭ کاغذ اُسکا جگر کے
زخم کے واسطے کافور کا مرہم تھا اور ہر نقطے پر محبوب کے تل کا لطف اور ہر سطر پر معشوق کی زلف
کا عالم تھا سفیدی اُسکی آنکھ کی سفیدی اور سیاہی پتلی کی سیاہی تھی جس قلم سے یہ نامہ لکھا گیا گویا
سرمے کی سلائی تھی کہ اُسکے ہر لفظ سے آنکھ روشن ہوگئی اب اپنا حال کیا لکھون کہ جدائی سے
بیتاب رہتا ہون اور آٹھ پہر آپ ہی کی کہانی دل سے کہتا ہون ہڈیان شمع کیطرح جلتی اور مثل موم کے
پگھلتی ہین دبلا اتنا ہوگیا ہون کہ پانی کی لہر کی طرح اپنے آنسوؤنکے دریا مین آپ ہی بہا جاتا ہون
ہر چند کہ زندگی کا کچھ بھروسا نہین ہے لیکن اگر حیات باقی ہے تو پھر وہی صحبت اور وہی باتین اور وہی

دن رات کی ملاقاتین اور وہی شکار اور وہی عیش باغ کی سیر سپاٹے اور مر گئے تو اپنا فاتحہ با لخیر ہے گمڑی بہت نفیس اور عمدہ بھیجتا ہون اُسکی سوئی سے آپ ہماری ناتوانی اور سر گردانی سمجھ لین گے اور پُرزے اُسکے ہمارے دلکے پُرزونکی خبر دینگے زیادہ سواے اشتیاق ملاقات کے اور کیا لکھون

تیسرا خط جواب کے طلب مین

خانصاحب مشفق مہربان کرمفرما میرے سلامت ہین - بعد سلام اور اشتیاق ملاقات کے گذارش ہے کہ آغا سید محمد صاحب شیرازی مال پشمینے کا کئی دن سے یہان لائے ہین اُس مال مین ایک دوشالہ سفید دوردار سوزنکار قیمتی بارہ سو روپے کا مجھے بہت بھلا معلوم ہوا سو روپیہ بیعانہ دیکر آٹھ دن کے وعدے پر جاکر لیکر رمضانعلی خدمتگار اور پرشن کہار کے ہاتھ خدمت عالی مین روانہ کیا ہے اگر پسند ہو تو رکھ لیجیے اور اطلاع بھیجیے کہ باقی قیمت بھی داکو دیجاوے نہین تو پھیر بھیجیے کسواسطے کہ بعد آٹھ دن کے پھرنا مشکل ہے زیادہ خیریت ہے

چوتھا خط اُسکے جواب مین

منشی صاحب مخدوم مکرم عنایت فرماے نیازمندان زاد عنایتہ - بعد سلام اور اشتیاق مواصلت کے یہ التماس ہے کہ نامہ نامی مع دوشالہ سفید دوردار قیمتی بارہ سو روپے کے پونہچا شکر اس عنایت کا کہانتک ادا کرون مجھے ایسے دوشالے کی بہت دنون سے تلاش تھی فی الحقیقت بہت ہی تحفہ ہے اور نیازمند کو نہایت پسند ہوا ہنڈوی پندرہ سو روپے کی پونہچتی ہے بارہ سو روپے بابت قیمت دوشالے کے سوداگر کو دیکر تین سو روپے کا رومال اُسی کی جوڑ کا خرید کر کے عنایت فرمائیے زیادہ نیاز

پانچوان خط جواب کے طلب مین

راجہ صاحب عالی قدر قدر افزاے نیازمندان ادام اشفاقہ شرح اشتیاق ملاقات کیواسطے ایک دفتر چاہیے تاچار اُس سے درگذر کر کے مطلب عرض کرتا ہون کہ نبدہ ناچیز ہر چند کسی بات کی

آسیب کی زحمت دفع ہو جاتی ہے تبھی بدن مین فربہی لاتی ہی ناشپاتی سے روح راحت پاتی
ہے انارنے خلق کے مُنھ یاقوت اور موتیون سے بھر دیے معشوقون کے دانت کھٹے کر دیے ادنے
میوہ یہان کا اخروٹ ہے جسپر دل ستارونکا لوٹ پوٹ ہے آسمان دن رات سو سو طرح
تاک جھانک مین رہا تب انگور کی ٹٹی سے ایک خوشہ پروین کا کچا لے بھاگا سو باوصف اس
پختہ کاری کے اب تک پکا نہ سکا کیلا یہان ایک ایک گودھ مین ہزار ہزار پھلتا ہے ماہ نو وہان آسمان
پر کیلا نکلتا ہے اس زمین کا اگر خربزہ یا سردا ہے پوست مین مغز اُسکا حلوا تر ہے ہندوانہ مرغ کا
آشیانہ ہے جس مین موجود ایک ہی جگہ آب و دانہ ہے شہتوت کا عالم قوت انجیر بالکل شکر
اور شیر امرود حلواے بے دود آنبہ ہونٹھون پر معشوق کے مُہر خاموشی ہے کہ میرے سامنے
شیرینی کا دعوی ناحق کوشی ہے دوات قلم کی زبان چوستی ہے گویا نیشکر ٹھہرا یا قلم کاغذ کو
چاٹتا ہے آپ چیونٹا بنا اور اُسکو مصری بنایا مالی ڈالیان سرون پر لیے جا بجا کھڑے ہین انعام
کے لیے اڑے ہین کوئی پھولون کا ہار لاتا ہے کوئی گلدستہ دور سے دکھاتا ہے پھر روضہ
نظر آیا تو وہ سمان آنکھو نمین سمایا کہ نہ دیدنے خواب کی آنکھون سے کبھی دیکھا نہ شنیدنے مثال
کے کانون سے کہین سنا ہے یہ روضہ ہے یا خلد برین آسمان ہے آسپر شہرا کلس ہے یا سورج
کی کرن گنبد ہے یا نور کا مسکن قبرستان ہے یا روضہ رضوان مکان ہے یا جواہرات کی کان
ہے جو پتھر ہے جواہرات سے بہتر ہے صبح نے مرمر کے ایسی صفائی پائی تب سنگ مرمر کی صورت
بنائی سنگ موسی کو شعلہ تجلی نے طور پر جلایا تب اُس درگاہ کی صرف مین آیا کلس کا سایہ
دریا مین ایسا رہتا ہے جیسا برج آبی مین آفتاب حوض مین چاند ایسا نظر آتا ہی جیسا دریا
مین حباب دیوار مین مُنھ نظر آتا ہے گویا آئینہ ہی جلا کیا ہوا گنبد سے دماغ تازہ ہوتا ہے گویا
قرابہ ہے گلاب سے بھرا ہوا صبح کی طباشیر استرکاری کی صرف مین لائی گئی جو اتبک وہی نور کا
عالم دکھاتی ہے رات کا مشک اور شفق کی زعفران پیسکر گارے مین ملائی گئی جو آجتک
وہی خوشبو دماغ مین آتی ہے آفتاب کے ترنج کا عرق نچوڑ کر مہتاب کے پیالے مین موتی کی آب سے ملایا تھا

پیالے مین موتی کی آب سے ملایا تھا جو چہرے مین نور اور ایسی صفائی ہے بہشت کے گلگونہ و رخشندہ
کے ساتھ آفتاب کی کرن مین پیکر صبح کے دامن مین چھانا تھا جو رنگ بدلنے یہ آب و تاب پائی ہے گو
جالیون کی نزاکت مین عقل کام نہین کرتی کہ پتھر کو موم کر کے بال کا قلم مار کر دیا ہے یا خیال کا جالا
سمجھکر نگاہ کی نوک سے جیسا چاہا کام لیا۔ اس ایک جالی مین وہ ملاحت ہے کہ دیکھنے مین نہیر کیسی حالت
ہے کاغذ وصلی پر حرفونکا ادھیڑ پن تو معلوم بھی ہوتا ہے یہان پتھر کی ٹیپ کاری کا نہ جوڑ نظر آتا ہے نہ پیوند
اور جوڑ نہ کہین ہے پست ہے نہ بلند پھر قبر کا تعویذ اصل چیز ہے اسکی باریکیان سمجھنے کو نہ عقل کو ادراک
ہے نہ ادراک کو تمیز ہے دیکھا چاہیے کہ جب تہ مکان تمامی کی چھت اور زر ہی زربفت کی گنگا جمنی
پٹاپٹی کے پردے اور روپہلے اور سنہرے جڑاؤ مرصع کار مسہری ہے جو منقیش اور موتیونکی جھالرون
اور ہیرے اور زمرد وغیرہ جواہرات کے آویزونسے بنا بنایا اور آراستہ اور الماس تراش کنول
اور مردنگیان اور جھاڑ فانوس قمقمے اور ہانڈیان اور دیوارگیریان اور قندیلون وغیرہ شیشہ آلات سے
سجا سجایا اور پیراستہ ہوگا مجاور اور کمخواب پُر زر اور تمامی اور مشجر کی چادرین چڑھا چڑھا کر انگیٹھیان
اگر عود قماری اور مشک تاتاری اور عنبر سارا کی سلگاتی ہونگی چوڑیان مردہی سنہری و پہلی گردسے ہلاتے
ہونگے تب کس اہل بصارت کی نظر ٹھہرتی ہوگی اور کسکی نگاہ کام کرتی ہوگی بس کر شہید بس کر اب
آگے لکھنے کی مت ہوس کر کلام طول ہوا جاتا ہے حاکم کے حکم سے عدول ہوا جاتا ہے سحر بیانی تیری
مشہور ہے تیرے قلم کو ہر طرز کی تحریر کا زور اور مقدور ہے پر فرمایش سے مجبور ہے کہ رنگین عبارت
لکھنے کی اجازت نہین نہین تو تجھے کس طرز کی تحریر کی طاقت نہین لیکن یہان عجیب کام کیا ہے سادگی
مین رنگینی رنگ دکھایا ہے سو یہ دوستونکی سیر کیلیے گلزار ہمیشہ بہار ہے اور حاسدونکی نظر مین کھٹکتا ہوا خار ہے

دوسرا قاعدہ

واضح ہو کہ ہندوستان مین شادی وغیرہ تقریبات کے رقعات کثرت سے تقسیم ہوتے ہین سیکڑون
اور ہزارونکی نوبت پہونچتی ہے یہانتک کہ اب تخفیف تصدیع کے اگر چھپوانا ممکن ہوتا ہے

تو چھپا لیتے ہین اور سب جگہ مسلمان اور ہندو دونون قوم مین یہ رسم بہت جاری ہے اوسکو نوید کے رقعے
کہتے ہین اور ابتک تو اکثر فارسی ہی زبان مین لکھے جاتے ہین لیکن اگر اردو مین لکھا جاتا ہے تو اوسکی صورت یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والشکر خدا کہ انہین دنون برخوردار سعادت اطوار سید فدا حسین
طال اللہ عمرہ کی شادی در پیش ہے چنانچہ رجب کی ستائیسوین
تاریخ ساچق اور اٹھائیسوین مہندی اور انتیسوین برات کی تقریب ہے
ارباب نشاط کے رقص و سرود کا جلسہ قرار دیا گیا اسواسطے
التماس ہے کہ تینون تاریخ شام سے تشریف لاکر محفل
کی زیب و زینت بڑھائیے اور مستدعی کو مرہون منت فرمائیے فقط

المستدعی بندہ رضا حسین

اور مکتب اور ختنہ وغیرہ تقریبات کیواسطے بھی اسی طرز سے لکھا جاتا ہے فرق اسیقدر ہے کہ شادی کی
جگہ ختنہ خواہ مکتب لکھنے مین آتا ہے اسطرح کہ رجب کی ستائیسوین تاریخ سہ پہر کیوقت یا تیسرے
پہر یا صبح کیوقت برخوردار فدا حسین طال اللہ عمرہ کا مکتب خواہ ختنہ ہے امیدوار ہون کہ تشریف
لاکر راقم کو سرفراز و ممتاز فرمائیے اور اسطرح کا رقعہ شرخ کاغذ پر اور جس جسکو بلانا منظور ہوتا ہے اسکا
نام رقعہ کی پشت پر اپنا نام عبارت خاتمہ پر لکھکر اور کبھی لفافہ کرکے اوس پر طرفین کا نام لکھکر تقسیم
کرتے ہین اور جو لوگ تھوڑے ہوتے ہین یا کچھ لوگ کسی کچہری مین خواہ اور جگہ ایک جگہ ہوتے ہین تو اکثر
ہندکی پیشانی پر اسیطرح کی عبارت لکھکر اسکے نیچے چھوٹی چھوٹی مدین کھینچ کھینچکر ہر ایک کا نام درج
کرکے بھیجدیتے ہین اور ہر شخص اپنے اپنے نام پر صاد کردیا کرتا ہے اور عرس وغیرہ تقریبات کے
رقعے سادے کاغذ پر ہوتے ہین عبارت اوسکی بھی اوسی طرز کی ہوتی ہے یعنی یہ کہ فلانی تاریخ مجلس متبرک
میلاد شریف کی یا فلان بزرگ کے عرس کی مجلس خواہ سماع کی محفل بندہ خانہ مین قرار پائی ہے قدم
رنجہ فرما کر ثواب حاصل کیجیے فقط واضح ہو کہ آدمی کا خط و خال جیسے ہندوستانی

سرکار مین چہرہ اور سرکار انگریز بہادر کی عملداری مین حلیہ کہتے ہین اگرچہ اب اردو مین لکھتے ہین لیکن اُس تحریر مین بھی حروف روابط کے سوا اکثر فارسی کے الفاظ دیکھنے مین آئے اسواسطے خاص اُردو مین اُسکی تحریر کا لکھدیا جانا چاہیے

حلیہ

سانولا یا گورا یا گیہوان یا کالا رنگ ٹیڑے خواہ زلفین یا سارے سر مین بھورے خواہ کالے یا سپید بال یا تمام سر منڈا ہوا چوڑی خواہ تنگ پیشانی بوڑھا خواہ ادھیڑ یا شروع جوانی یا اُجّی جُٹّی بھوین بڑی یا چھوٹی یا کربلّی یا بھنگی آنکھین ایک آنکھ مین پھُلی یا کانا جیسا ہو بڑے خواہ چھوٹے کان چھیدے خواہ گھسے دانت اونچی یا چپٹی ناک گال یا ہونٹھ پر جہان کہین ہو دو خواہ ایک تل ناک منہ کلّی پر بھورے چہرے پر یا جہان کہین ہو گول یا کتابی چہرہ سبزہ آغاز یا مسین بھیگتی ہووین داڑھین مونڈائی ہوئین کترائے یا چار ابرو کا صفایا یا گل موچھے رکھائے ہوے یا خشخاشی خط یا لمبی داڑھی سفید یا سیاہ خواہ وسمہ یا مہندی کا خضاب کیے ہوے یا کھوسا یا ٹھنگنا یا جھولا یا لمبا ڈیل کوتاہ یا لمبی گردن موٹا خواہ دُبلا بدن اور مثل اسکے جو شکل اور صورت کا نقشہ ٹھیک ٹھیک دریافت ہو اردو زبان ایسی لکھے جو سمجھ مین آوے

چوتھا باب تحریر دستاویزات کی تعلیم مین

دستاویزون کے بیانمین جاننا چاہیے کہ دو یا کئی شخصونکے درمیان مین جو کچھ معاملہ ٹھہر کر کوئی کاغذ لکھا جاتا ہے اوسکو وثیقہ اور دستاویز کہتے ہین اور اس زمانہمین دستاویزون کے لکھے جانیکا بہت رواج ہے اور اکثر دستاویزین مروج ہین تفصیل اُنکے نامونکی یہ ہے تمسک اقرار نامہ چَلکا بیعنامہ رہن نامہ ہبہ نامہ نکاح نامہ محضرنامہ مختار نامہ وکالت نامہ سرخط پٹہ قبولیت ضامنی عمارت نامہ امانت نامہ تملک نامہ رسید قبض الوصول فارغخطی راضی نامہ صلحنامہ فیصل نامہ وصیت نامہ تقسیم نامہ

تمسک اُس دستاویز کو کہتے ہین کہ کوئی شخص کسی سے روپیہ قرض لیکر دستاویز لکھدے قرض لینے والے کو مدیون اور قرض دار اور دینے والے کو دائن اور قرضخواہ کہتے ہین اور روپے کا دینے والا جو

اپنا قرض مانگے تو اُسکو تقاضا اور لینے والا جو روپیہ دیدے تو اُسکو ادا بولتے ہین اور صبح و شام کا وعدہ کرتا ہے تو اُسکو لیت و لعل اور حیلہ حوالہ اور ٹال و ربال کہتے ہین فقط

مثال اُسکی اور نقشہ اُسکے لکھنے کا اِسطرح ہے

ہم کہ عبد اللہ قوم کے شیخ رہنے والے فرخ آباد محلہ مغلپورہ کے ہین جو ہم تین ہزار روپے سکہ کلدار کہ آدھے اُسکے پندرہ سو روپے ہوتے ہین لالہ گلاب راے کشن چند مہاجن کی کوٹھی سے دو برس کے وعدے پر قرض لیکر اپنے تصرف مین لائے یہ اقرار کرتے ہین اور لکھے دیتے ہین کہ وہ روپیہ تمام و کمال اصل معہ سود روپے سیکڑے کے حساب سے میعاد کے اندر ادا اور بیباق کردینگے اور کچھ روپیہ درمیان مین پہنچاوین تو مہاجنون سے اُسکی رسید لین یا اِس تمسک کی پشت پر وصول لکھدین ہوون اِسکے اظہار وصول کا باطل اور غیر مسموع ہوگا اسواسطے یہ دستاویز تمسک کی لکھدی کہ سند ہو اور وقت ضرورت کے کام آوے فقط

۲۲۔ اپریل ۱۸۴۵ع مطابق ۹۔ جمادی الثانی ۱۲۶۱ سنہ ہجری

اور جو کسی بڑے آدمیون کی طرف سے تمسک لکھنا پڑے تو نقشہ اُسکی تحریر کا یہ ہے

بالفعل

کہ مبلغ پچاس ہزار روپے جو نصفی اُسکے پچیس ہزار روپے ہوتے ہین ساہ بہاریلال گوبندلال مہاجن کی کوٹھی سے سرکار مین قرض لیے اور اُسکے وصول کیواسطے دو ہزار روپے ماہواری کی قسط مقرر کردیگئی اسواسطے لکھا جاتا ہی کہ مہاجن کا روپیہ اصل مع سود روپے سیکڑے کے حساب سے جبتک تمام و کمال ادا اور بیباق ہو امام علی زندہ متعینہ جاگیر علاقہ پرواوغیرہ سے دو ہزار روپے کی قسط ہر مہینے مین پہنچاتا رہیگا کسی طرح وعدہ خلافی نہوگی۔ فقط

المبلغ ـ
النصف منہ ـ

المرقوم اٹھارھوین ماہ ذالحجہ ۱۲۶۱ سنہ ہجری مطابق ۱۴۔ اکتوبر ۱۸۴۵ء

اقرارنامہ اُس دستاویز کو کہتے ہین کہ کوئی کسی بات کا قول اور اقرار کرکے کاغذ اسی کا لکھدے اور اسکی شرائط کیواسطے کچھ حد اور حصر نہین ہے انواع اور اقسام کے اقرارنامے ہوتے ہین نقشہ اسکا بعینہ مثل تمسک کے ہے جسیا لکھا گیا

مثال اُس کے مضمون کی

ہم شہامت علی قوم کے سید رہنے والے قصبہ دولی متعلقہ دار السلطنۃ کے ہین جو ہمنے پچیس روپیہ اُجرتِ تحریر کتاب شاہنامہ کے پیشگی کے طور پر منشی امیر محمد صاحب کی سرکار سے وصول کیے اس صورت مین اقرار کرتے ہین کہ چار مہینے مین شاہنامہ نقل کرکے منشی صاحب کی خدمت مین پہنچا دینگے اور جب ساری کتاب لکھکر پہنچا دین تو باقی اُجرت تحریر کے چار روپیہ جز کے حساب سے لینگے اور اگر نقل نکرسکین تو یہ روپیہ پیشگی کا اور کاغذ و شنائی اور شنجرف اور قلم بلا عذر منشی صاحب کو پھیر دینگے اسواسطے یہ اقرارنامہ لکھدیا کہ سند ہو وقت پر کام آوے فقط المرقوم تاریخ و ماہ فلان سنہ فلان

مچلکا۔ مچلکے اور اقرارنامے کا مضمون اور طرز تحریر کا ایک ہی ہوتا ہے لیکن اُن دونون مین فرق اسقدر ہے کہ اقرارنامہ کبھی آپس کے اقرار پر اور کبھی حاکم کے سامنے لکھا جاتا ہے جیسے اقرارنامہ ثالثی وغیرہ اور مچلکا صرف حاکم ہی لکھاتا ہے

مثال اُس کی

ہمکہ نوازسنگھ زمیندار نمبردار موضع سرایان پرگنہ دنوار ضلع آگرہ کے ہین چونکہ ہمسے اور مسمی رام روپ زمیندار موضع بھدوسی بابت سرحد اور میواڑ کے تکرار اور نزاع چلی جاتی تھی اور اب ہنگامہ اور قضیہ بپا کے سبب سے تھانہ دار نے ہمکو صاحب مجسٹریٹ کے حضور مین چالان کیا اور حاکم ممدوح کے حضور سے حکم داخل کرنے مچلکے کا صادر ہوا اسواسطے اقرار کرتے ہین کہ آیندہ کو کسیطرح کا قضیہ فسادنکرینگے اگر کرین تو سو روپیہ جرمانہ داخل کرین اور مجرم سرکار کے ہون فقط

بیعنامہ

اُس دستاویز کو کہتے ہین کہ کسی چیز کے بیچنے کا اقرار بیچنے والیکی طرف سے لینے والے کے نام لکھا جاوے

اور زمانہ سلطنت اہل اسلام میں وہ ہمیشہ بائع کے اقرار سے قاضی کیطرف سے لکھا جاتا تھا اور اب
اس طریقے پر لکھا جاتا ہے اور اسکو قبالہ بھی کہتے ہین اگرچہ قبالہ عربی مین دستاویز کو کہتے ہین جیسے
قبالہ مکان اور قبالہ نکاح وغیرہ لیکن اب عوام خاص کر بیعنامہ ہی کو قبالہ کہتے ہین اور بیچنے
والے کو بائع اور لینے والے کو مشتری اور بکی ہوئی چیز کو شی مبیعہ اور قیمت کو ثمن بولتے ہین اور ایک
صورت بیع کی یہ بھی ہوتی ہے مثلاً کسی پر روپے کی ڈگری عدالت سے ہو جاے یا سرکار کی مالگذاری کا روپیہ
کسی زمیندار پر باقی ہو اُسکے وصول کیواسطے حاکم اسکی جائداد بکنے کا حکم دیتا ہے اُسکو نیلام کہتے ہین
اور جو کوئی وہ جائداد خرید کرتا ہے اسکو خریدار نیلام اور نیلام دار کہتے ہین اور سند اس بیع کی جو
اُسکو دیجاتی ہے اسکو قبالہ نیلامی کہتے ہین بیعنامہ کی تحریر کا نقشہ بھی مثل نقشہ تحریر تمسک کے ہے

مثال بیعنامے کی

ہم کہ شریف خان ولد لطیف خان اور وزیر خان ابن کبیر خان ذات کے پٹھان رہنے والے
شہر آگرہ محلہ قاضی بارہ کے ہین جو ایک منزل حویلی قاضی بارہ کے محلے مین پختہ عمارت کی واقع
ہے اور اندر اُسکے ایک دالان در دالان پچھم رُخ کڑیون سے پٹا ہوا اور ہر دالان کی بغل مین ایک
ایک کوٹھری اور ایک دالان پورب رُخ اُسکے دہنے اور بائین طرف کو ایک شہ نشین اور
اُتر طرف ایک دالان دہنے طرف ایک بار خانہ اور بائین جانب کونے مین پاخانہ اور
دکھن کی طرف ایک سائبان جسکو باورچیخانہ کہتے ہین اور درمیان مین صحن مربع اُسکی زمین
سنگ مرمر کی ہے اور پچھم طرف کے دالان کی چھت پر ایک کمرہ انگریزی جسکے چارون طرف دروازے
کو کٹہرہ دار زنگاری رنگ کے ہین در پورب کے دالان کی چھت پر ایک بنگلہ کاہی اور اُسکے
سامنے کی چھت پر ایک پاخانہ چھوٹا سا بنا ہوا ہے اور چارون حدین اُس مکان کی یہ تفصیل ہین

شرقی	غربی
حد خانقاہ میان امام علی شاہ کی ملی ہے	حد مسجد شاہ معصوم سے متصل

شمال ــــــــ جنوب ــــــــ

مسماۃ نورن طوائف کی حویلی　　　شیخ بدھو ترک سوار کا مکان

سو وہ مکان موروثی اور جدی ہم دونون مقرون کے قبضے مین کہ ہم دونون چچیرے بھائی
ہین بلا شرکت کسی دوسرے شریک اور حصہ دار کے چلا آتا ہے ان دنون ہم دونون نے اس
مکان کو اپنی خوشی خاطر سے بدون اس بات کے کہ کسی نے ہمپر کچھ زور اور ظلم اور جبر یا زبردستی کیا ہو
پانچ ہزار روپے پر کہ نصف اسکے دو ہزار پانچسو روپیہ ہوتا ہے مرزا محمد بیگ ولد مرزا احمد بیگ
قوم مغل رہنے والے شہر اور محلہ مذکورہ کے ہاتھ بیچڈالا اور روپیہ مشتری موصوف سے
دام دام بھرپایا اور مشتری کو اُس مکان پر قابض کردیا پس اولاً بدلاً جس کو شرع مین
تقابض بدلین کہتے ہین ہو گیا اور ہم اپنے ہوش وحواس مین اور عقل کی درستی کیساتھ
بغیر سکھانے اور بہکانے شخص غیر کے یہ قبالۂ بیعنامہ لکھکر اقرار کرتے ہین کہ بعد اسکے ہمکو اور ہمارے
وارثون کو مشتری اور اُسکے وارثون سے اس مکانکی بابت کبھی کچھ دعوی نہوگا اگر ہم خواہ ہمارا
کوئی وارث مشتری یا اُسکے کسی وارث پر کچھ دعوی کرے تو جھوٹا ہوا اور ہرگز نہ سنا جائیگا اور
اگر کوئی شریک خواہ حصہ دار ظاہر ہو کر اس مکان مین اپنے حصے کا دعویدار اُٹھ کھڑا ہو جوابدہی
اُسکی ہم بائعون کے ذمے ہے اور جب ایجاب وقبول دونون طرف سے عمل مین آیا تو بیع کی تکمیل
اور صحت مین کوئی جگہ کلام کی باقی نرہی اسواسطے یہ قبالۂ بیعنامہ لکھکر معتمد لوگونکی گواہیون سے
تکمیل کردیا کہ ضرورت کے وقت سند کامل ہو اور حاجت کے وقت کام آوے۔ فقط

المرقوم بارھوین رمضان ۱۲۹۶ھ ہجری

اور قبالۂ نیلامی کا نقشہ بھی اُسی طرح کا ہے مگر عبارت کی تحریر مین البتہ فرق ہے چنانچہ

قبالۂ نیلامی کی مثال

واضح ہو کہ پہلی جنوری ۱۸۱۹ء کو ایک منزل حویلی واقع تراہا گنج متصلات بلدۂ فیروزنگر محدود و مفصلہ ذیل

شرقی ــــــــ غربی ــــــــ

جنوبی ــــــــ شمالی ــــــــ

ملکیت شیخ علی بخش مدعی علیہ کی شیخ ضامن علی مدعی کی اجراے ڈگری مین کہ مدعی علیہ مذکور کے نام محکمہ منصفی
اول سے پہلی نومبر ۱۸۵۰ء کو صادر ہوئی تھی موافق قانون ہفتم ۱۸۴۰ء کے نیلام ہوئی اور شیخ
بیدار علی نے معرفت رحیم بخش ملازم اپنے کے حقوق مدعی علیہ مذکور کا جسقدر حویلی مذکور مین
واقع ہے عوض ایک سو پچہتر روپے سکہ کمپنی کے خرید کیا اور مداری اُسکی اُسی تاریخ سے نافذ
ہے المرقوم تاریخ سنہ اُس دستاویز پر عامل نیلام اور حاکم محکمہ کے دستخط اور مہر عدالت کی لازم ہے

رہن نامہ

اُس دستاویز کو کہتے ہین جسمین کسی چیز کے گرو کرنیکا حال کسیقدر روپے کے عوض مین لکھا ہو اور ہندوستان
مین اُسکے کئی طریق جاری ہین ایک یہ کہ راہن یعنی جسنے اپنی جائداد کو رہن کیا مرتہن یعنے جسنے
گرو رکھا اُس جائداد پر قبضہ کرا دے اور اُسکے محاصل پر تصرف کا اختیار دے تو ایسے رہن
کو بھوک بندھک کہتے ہین دوسرے یہ کہ راہن بعد گرو کرنیکے بھی آپ ہی اپنی جائداد پر قابض ہے
مگر دستاویز مین یہ شرط لکھے کہ جب تک زر رہن ادا نہوگا ہم اِس جائداد کو کہین دوسری جگہ بیع
خواہ رہن یا ہبہ نکرینگے ایسے رہن کو ڈسٹ بندھک کہتے ہین اور کبھی یہ اقرار ہوتا ہو کہ مرتہن
اتنے عرصہ تک قابض رہکے بغیر لینے زر رہن کے چھوڑ دے اُسکو پٹ بندھک کہتے ہین اور ایک
صورت رہن کی اور بھی ہوتی ہے کہ کچھ میعاد رہن کی مقرر کرکے یہ شرطین لکھین کہ مثلاً دو برس کے
اندر روپیہ ادا کرکے نہ چھوڑا لین تو شے مرہونہ یعنی گروی چیز بیع ہو جاویگی تو اُسکو بیع بالوفا اور پورب
مین کٹ قبالہ کہتے ہین جو زر رہن ادا کرکے اپنی چیز چھوڑا لیتے ہین تو اُسکو فک رہن اور انفکاک رہن
بولتے ہین اُسکی تحریر بھی شکل بیعنامے کے ہوتی ہے فرق اُسیقدر ہے کہ بیعنامہ مین بیع کے
الفاظ اور مضمون لکھا جاتا ہے رہن نامے مین رہن کا مضمون ہوتا ہے

مثال اُسکی

یہ دستاویز بعینہ بیعنامے کے طور پر لکھی جاتی ہے فرق اسقدر ہے کہ فروخت کی جگہ رہن نامہ لکھا جاتا ہے اور رہن کے معاملے مین جو شرطین ہوئی ہون وہ لکھدیجائین مثلاً باغ کے رہن نامے مین یون لکھا جاے کہ میوہ جات اور پھل پھول ترکاری وغیرہ جو کچھ اُسمین پیدا ہوتا ہے سب تمکو معاف کردیا جب ہم سب روپیہ رہن کا ادا کرین تب باغ اپنا چھوڑالین اور گانون کی بابت اس طرحکی عبارت کہ منافع اور پیداوار حاصل اور سب مرتہن کو حق حلال ہے جب زر رہن ادا کرین تب گانون رہن سے چھوٹ جاوے اور فک رہن کے وقت ہمکو دعوی اوا اصلات کا مرتہن سے نہ مرتہن کو زر رہن کے سود کا مطلب ہمسے ہوگا لکھنی چاہیے اگر اسی طرح کی شرط ٹھہر گئی ہو نہین تو جو شرط ٹھہرے لکھے فقط

ہبہ نامہ

اُس دستاویز کو کہتے ہین جسمین کیسکی طرف سے کیسکو کسی چیز بخشدینے کا حال لکھا جاے اُسکی دو صورتین ہین اگر یونہین بدون لینے عوض کے بخشتا ہو تو صرف ہبہ کہتے ہین اور اگر کچھ عوض لے کر بخشتا ہو تو ہبہ بالعوض کہلاتا ہے اور بھاکھا مین ہبہ کو دان کہتے ہین اسی سبب سے اُس زبان مین ہبہ نامے کو دان پتر بولتے ہین صورت اُسکی بھی مثل صورت بیعنامے کے ہی صرف بیع اور ہبہ کے لفظونکا فرق ہوتا ہے

مثال اُسکی

اس تحریر کی صورت بھی بجنسہ بیعنامے اور رہن نامے کی صورت ہے صرف اتنا فرق ہے کہ بیع اور رہن کی جگہ ہبہ اور بخشش کا لفظ لکھا جاتا ہے یعنی اگر واہب نے موہوب لہ سے کچھ لیکر ہبہ کیا ہو تو یون لکھنے کا دستور ہے کہ ہمنے موہوب لہ سے ایک جلد کلام اللہ خواہ ایک قبضہ شمشیر یا پچاس روپے لیکر یہ باغ یا گانون خواہ مکان ہبہ بالعوض کردیا اور اگر کچھ نہ لیا ہو تو صرف ہبہ اور بخشش کردیا لکھینگے باقی عذر اور

حدود داور قبض اور دخل وغیرہ الفاظ اور عبارت اُسیطرح لکھنے چاہییں جو بیعنامے کی مثال ہین لکھے گئے

نکاح نامہ

جس دستاویز مین صورت نکاح اور تعیین مہر کا حال لکھا جاے اُسکو نکاح نامہ یا کابین نامہ یا مہرنامہ بولتے ہین دولھا کو ناکح اور دولھن کو منکوحہ لکھتے ہین نقشہ اُسکا بھی اسی طرح کا ہے - فقط

مثال اُسکی

شکر بحید اُس قاضی الحاجات کو زیبا ہے جسنے گمراہونکو ایمان کی راہ دکھائی اور حلال اور حرام کی راہ بتائی اور صاف حرام سے اجتناب کرنے کا حکم دیکر دو دو تین تین چار چار نکاح کی اجازت اور جو عدل نکر سکے اُسکو ایک ہی نکاح کی رخصت دی اور ہزارون درود اور سلام اُس پیغمبر عادل پر جسنے اُمت کو خدا کے حکم بجالانے اور حرام سے بچانیکو اسطے یون تاکید فرمائی کہ نکاح میری سُنت ہے جو میری سُنت سے پھرے اور منحرف ہو وہ میرا نہین ہے اسواسطے بندۂ ضعیف محمد رشید ولد محمد سعید دارالخلافہ شاہجہان آباد کا رہنے والا حال وارد شاہجہان پور کا اقرار کرتا ہے کہ مین نے اپنی رضا و رغبت اور ثبات عقل اور ہوش و حواس کی درستی سے مسماۃ حمیدہ خانم عرف گوہربانو مسمی مرزا خرم کی بیٹی کے ساتھ سید معصوم علی کی وکالت سے کہ اُسکی وکالت پر مولوی ولی اللہ اور مولوی خلیل اللہ دو گواہون نے قاضی شرع کے روبرو گواہی دی پچاس ہزار روپے اور ایک سو اشرفی اشرفی کا مہر مقرر کرکے نکاح اور یہ عقد صحیح شرعی نہ خفیہ اور نہ کتمان کے طور پر بلکہ شہرت اور اعلان کے ساتھ واقع ہوا اور مجلس عام مین جہان شہر کے بہت سے سادات عظام اور مشائخ کرام حاضر اور موجود تھے پس تمام ہوا ایجاب و قبول حاضرین مجلس کے روبرو اسواسطے یہ وثیقہ نکاح نامہ لکھکر حضار محفل کی گواہیون سے مکمل اور مرتب کرا دیا گیا کہ سند مضبوط ہوکر حاجت کے وقت کام آئے

محضر نامہ

کسی احوال کے ثابت کرنے کے واسطے جو کاغذ لکھکر واقف کارونکی مُہر اور گواہیان لکھا لیتے ہین

اُسکو محضرنامہ اور صورت حال کہتے ہین اور اُسکے بھی لکھنے کا نقشہ یہ ہے

مثال اُسکی

جو خداوند مطلق اور حاکم برحق کے نزدیک امر حق کا چھپانا اور ادای شہادت اور گواہی سے آپکو بچانا گناہ ہے اسواسطے یہ احقر الانام بندۂ محمد اکرام اپنے حق پر گواہی طلب کرتا ہے اور روساے کرام اور مشائخ عظام سے ادای شہادت چاہتا ہے اس بات پر کہ میرے جد امجد شیخ ولی محمد نے بائیس برس ہوئے کہ لکھنؤ سے آگرہ مین آکر سکونت اختیار کی نائی کی منڈی مین اور ایک قطعہ مکان پختہ اور خانہ باغ اور مسجد اور خانقاہ اپنے مال مکسوبۂ خاص سے تعمیر کراکر قابض اور متصرف رہے عرصہ دو برس کا ہوا کہ بقضاے الٰہی فوت کر گئے اور مسمی اسلام قلی چیلہ نے میری غیبت مین کہ مین ان دنون تلاش معاش کیواسطے حیدرآباد کو گیا تھا اُس املاک پر قبضہ کر لیا اور اب جو مین آگرہ مین آکر طالب اپنے حق کا ہوا تو نامبردہ غصب کی راہ سے ساری املاک کو اپنی مکسوبۂ خاص ظاہر کر کے مجھے دخل نہین دیتا ہے حالانکہ اس ملکیت موروثی کا سوا میرے کوئی دوسرا مالک نہین ہے اسواسطے امیدوار ہون کہ جس شخص کو اس حقیقت حال سے آگاہی اور واقفیت ہو مہر اور گواہی اپنی اس کاغذ پر کردے کہ عنداللہ ماجور اور خلقت خدا کے نزدیک مشہور ہوگا فقط تحریر تاریخ سولھوین ذیقعدہ سنہ فلان

مختارنامہ

کسی شخص کو کسی کام کیواسطے مختار کرکے جو سند مختاری کی لکھدیجاوے تو اُسکو مختارنامہ کہتے ہین اور اُسکے اختیارات کیواسطے حد و حصر مقرر نہین

مثال اُسکی

ہم کہ امجد مدعی زمیندار موضع کھمورہی پرگنہ اٹھ ضلع کالپی کے ہین جو اکثر مقدمے ہماری عدالت دیوانی مین دائر ہین اور دائر ہونیوالے ہین اسواسطے ہمنے مقدمے کی خبرگیری اور پیروی کے واسطے لالہ منالال کو

مختار اور اپنی ذات کا قائم مقام کیا اقرار کرتے ہین کہ مختار مسطور ہماری مقدمات مین جو کچھ سوال اور جواب کریں اور جو دلیل دستاویز گذرانے اور کسی کو مقرر کرے اور جو روپیہ خزانے مین داخل یا ہمارا وصول کریں وہ سب ہمکو مثل کیے ہوے اپنی ذات کے قبول اور منظور ہے فقط المرقوم فلان سنہ فلان

وکالت نامہ

مثل مختار نامی کے ہے فرق اسمین اسیقدر ہے کہ مختار ہر شخص ہو سکتا ہی جو شخص کسی محکمے مین حاکم کی جانب سے مختاری کے عہدے پر مقرر ہو وہ بھی اور سوا اُسکے اور بھی مقدمے والا اپنی طرف سے جس کسی کے نام سند مختاری لکھدے اُسے مختار نامہ کہتے ہین اور وکیل کچہری کے حاکم کی طرف سے وکالت کے عہدے پر معین ہوتے ہین اسمین جب کیکے نام سند وکالت لکھی جاے اسکو وکالت نامہ کہتے ہین یہ سند سوا اُن لوگون کے نام کے نہین ہو سکتی محنتانہ وکیل کا جو عدالت سے مقرر ہے حال رواج کے موافق دینا پڑتا ہے یا وعدہ کرکے راضی کرتے ہین اور وکیل کرنیوالے کو موکل کہتے ہین

مثال اُسکی

ہم کہ میر حسین علی مختار سید نورالدین مدعا علیہ کے ہین جو مقدمہ شیخ حسین بخش مدعی کا سید نورالدین مدعا علیہ کے نام واسطے دلاپانے دس ہزار روپے قرضے کی عدالت دیوانی ضلع آگرہ مین دائر ہے اسواسطے ہمنے اپنے نام کے مختار نامے کے ذریعے سے مولوی مانعلی کو مدعا علیہ کی طرف سے بعد ادا کرنی کل محنتانہ یا کل محنتانہ کے ادا کرنیکا اقرار کرکے وکیل مقرر کیا اقرار کرتے ہین کہ مشار الیہ جو کچھ سوال و جواب کریں اور دلیل دستاویز گذرانے وہ سب ہمکو مثل کیے ہوے اپنے ذات کے قبول اور منظور ہے فقط

سرخط

اندلون اکثر تو اُسے کہتے ہین جو کوئی کسیکا مکان کرایہ کو لیکر دستاویز اُسکی لکھدے یا ادنی قسم کے لوگونکو نوکر رکھے اُنکی نوکری کا کاغذ لکھے مثال اُسکی

سرخط لالہ منگل سین لپاشتہ اودی چند مہاجن کے نام جو ہمنے ایک قطعہ مکان واقع قلعہ جوہری بازار کو

لالہ منگل سین گماشتہ اودیچند مہاجن سے بعوض بیس روپیہ ماہواری پر کرایہ لیا اقرار کرتے ہین کہ کرایہ مقرری بلاعذر و تکرار ماہ بماہ پوہنچاتے رہینگے اور مرمت شکست و ریخت مالک مکان کے ذمے ہی اور جو ہم کوئی قطعہ یا اور کمرہ مکان کا اپنے آرام کیواسطے بناوین اور اپنی خوشی سے اس مکان کو چھوڑنیکا ارادہ کرین تو اُس اپنے نئے بنائے ہوے قطعہ کی قیمت کا مطالبہ نکرین اور جو مکان کا مالک ہمارے اٹھانیکا ارادہ کرے تو دو مہینے پیشتر سے اطلاع کرے اور بنائے مکانکی قیمت موافق نرخ بازار کے ادا کرے فقط المرقوم ۲۷ - رجب ۱۲۵۳ ہجری العبد

پٹہ

سرکار کو جو زمیندار گانون کی بابت یا زمیندار رعیت کو اراضی کی بابت یا سرکار یا زمیندار گانون یا کسیقدر زمین کا محصول مقرر کرکے کسیکو اجارہ دے اور دستاویز لکھدے تو اُسکو پٹہ کہتے ہین اور دوسری قسم کی معاملے کو اجارہ اور ٹھیکہ اور اس اجارہ دینے والے کو مجیر اور لینے والے کو مستاجر اور ٹھیکیدار کہتے ہین پھر یہ مستاجر اگر اپنا نفع کم ٹھہراکر دوسرے شخص کو اجارہ دے تو اُس معاملے کو کٹکنا بولتے ہین مثال اُسکی

قولنامہ

پٹہ پیر خان ولد جیون خان کاشتکار ساکن محلہ دریاآباد کے نام فتح علی بیگ نمبردار مالگزار حصہ دار چہارم موضع ریوتی پور پرگنہ ساہارا ضلع فیروزنگر کی طرف سے یہ کہ جو موازی ایک بیگھہ اراضی مزروعہ نمبر چوبیس واقع موضع ریوتی حسب درخواست پیر خان مسطور کے عوض مبلغ پانچہزار روپے سالانہ زربھیج کے ہمیشہ کیواسطے نامبردہ کی کاشتکاری مین دیگئی اس اقرار سے کہ نصف زربھیج فصل خریف اور نصف فصل ربیع مین موہی الیہ مجھ نمبردار کو ادا کرتا ہے اور اگر موہی الیہ زربھیج کے بروقت ادا کرنے مین عذر کرے تو مجھ نمبردار کو اختیار ہی کہ بضابطہ سرسری اُسکے نام نالش کرکے زربھیج وصول کرون اور اُسوقت مین تو بھی اختیار ہی کہ اُسکو بیدخل کردون اور جبتک کہ موہی الیہ قول و قرار کے موافق زربھیج کے ادا کرنے مین قاصر نہو تب تک مین اُسکو بیدخل نکرون اسواسطے یہ چند کلمے بطریق پٹے کے لکھدیے کہ حاجت کے وقت کام آوے فقط المرقوم فی التاریخ سنہ

واضح ہو کہ یہ طرز تحریر پٹے کا حال مین مناسب ہے جبکہ جانب اعلیٰ سے طرف ادنیٰ کے ہو اور جب

جانب ادنی سے طرف اعلےٰ کے ہو یا طرفین کا درجہ برابر ہو تو مثل اقرار نامے کے تین کہ فلان اور فلان کر کے لکھنا مناسب ہے لیکن اخیر مین لفظ پٹہ کی تحریر اُس مین بھی ہو گی۔

قبولیت

رعیت یا مستاجر یا لگنھا دار جو دستاویز قول و قرار کی زمیندار یا ٹھیکیدار یا زمیندار سرکار کو لکھدے اُسکو قبولیت کہتے ہین مثال اُسکی

مین کہ پیرخان ولد جیون خان ساکن محلہ دریاآباد کا ہون جو مین نے موازی ایک بیگہ اراضی مزروعہ نمبری جو بیں واقع موضع ربوتی پور پرگنہ سارا ضلع فیروزنگر فتح علی بیگ نمبردار مالگزار حصہ چہارم موضع مذکور کی طرف سے اپنی کاشتکاری مین لی اس اقرار سے کہ نصف زر بیج فصل خریف اور نصف فصل ربیع مین نمبردار کو ادا کرتا رہون اور اگر زر بیج کے بروقت ادا کرنے مین قاصر ہون تو نمبردار کو اختیار ہے کہ بضابطہ سرسری میرے نام نالش کر کے زر بیج وصول کرے اور اُسوقت مین پھر بھی اُسکو اختیار ہوگا کہ مجھکو بیدخل کردے اور اراضی میرے قبضے سے نکال لے اسواسطے یہ چند کلمہ بطریق قبولیت کے لکھدیے کہ عندالحاجت کام آوے فقط المرقوم

ضامنی

کسی کی طرف سے جو کسی بات یا کوئی چیز کیواسطے ذمہ داری اپنی لکھدے تو اُسکو ضامنی اور لکھنے والے کو ضامن کہتے ہین اور اُسکی کئی قسمین ہین اگر کسی قدر زر معینہ کا ذمہ دار ہو کر دستاویز لکھی ہے تو مال ضامنی ہے اور اگر اس شرط سے لکھدی کہ جسقدر فلان شخص تصرف کرجاوے ہم اُسکو ادا کرینگے تو اُسکو تصرف ضامنی کہتے ہین اور یہ آپس مین ہوتی ہے یا عدالت مین کسی خرچے وغیرہ کی ذمہ داری کی جاتی ہے اور اگر کسیکے حاضر کرنیکا ذمہ کیا ہو تو حاضر ضامنی اور اگر کسی کام کی ذمہ داری کی ہے تو فعل ضامنی ہے ہر ایک تحریر کا طور ایک ہی مثال سے واضح ہوگا۔ مثال اُسکی

ہم کرٹھاکر بختاور سنگہ زمیندار موضع کھمریا پرگنہ باجموٗ ضلع کانپور کے ہین۔

جو مسمی زور آور سنگہ ہمارے پٹی دار نے ڈگری مد اخلت قطع باغ واقع موضع بسولی کی ضلع سے حاصل کی اور اُسکے اجرا کا حکم بعد لینے تصرف ضامنی کے صادر ہوا اسواسطے ہم بابت شئے دعوےکے بلا شرط حیات اور ممات کے ضامن ہوکر اقرار کرتے ہین کہ اگر نامبردہ عدالت صدر سے ہار جاے تو جسقدر تصرف اُسکا ثابت ہوگا ہم بلا عذر ادا کرینگے ہم اور ہمارے وارثون کو کچھ عذر نہوگا اور موضع کھمریا اپنی جائداد کو اس ضامنی مین مکفول کرتے ہین جبتک مقدمہ عدالت صدر سے فیصل ہوگا اُسکو بیع خواہ رہن وغیرہ کے ذریعے سے کہین منتقل نکرینگے یا یون لکھے کہ ٹھاکر زور آور سنگھ ہماری پٹی والے جو دو سو روپے لالہ رام رتن مہاجن سے قرض لیے ہین ہم ذمہ کرتے ہین کہ اگر وہ ادا نکرے گا ہم لاکلام ادا کرینگے یا لکھا جاے کہ جو زور آور سنگہ ہمارا پٹی دار جوے کی علت مین ماخوذ ہے اور اُس سے فعل ضامنی یا حاضر ضامنی طلب ہے اسواسطے مین مقر اقرار کرتا ہون کہ نامبردہ کبھی کوئی حرکت ناشائستہ نکریگا اگر کرے تو مین اُسکے عہدہ سے جوابدہی کرونگا یا یہ کہ مین اُس کو حاضر کرونگا اگر حاضر نکرسکون تو اُسکے عہدیکا جواب دونگا فقط المرقوم

عاریت نامہ

اگر کسی سے کوئی چیز ایک زمان معین کے واسطے مانگ لیجاے اور اُسکی دستاویز لکھی ہو تو اسکو عاریت نامہ کہتے ہین اسمین خاص عاریت کا مضمون لکھا جاتا ہی نہین تو حال اُسکا مثل حال اقرار نامہ کے ہے اور اسیطرح اگر کچھ زمین گھر بنانیکے واسطے کسیقدر روپیہ بطور ماہانہ یا سالانہ ادا کرنے یا اُسکے عوض کچھ حق مقرر کرنیکی شرط پہ لیجاے تو اگر دستاویز اُسکی خواص کیجانب سے ہے تو اُسکو اقرار نامہ اور عوام کیجانب سے ہے تو عاریت نامہ کہتے ہین

امانت نامہ

اگر کسیکی کوئی چیز اپنے پاس رکھکر دستاویز لکھدے تو اُسکو امانت نامہ کہتے ہین دونون کا حال ایک ہی مثال سے واضح ہوگا مثال اُسکی

ہم کرار یار خان سالدار ماکریم اللہ جمعدار ساکن ضلع الہ آباد کے ہین جو ہمنے ایک فرد بستول کی دو مہینے کیواسطے شیخ محمد بخش صوبہ دار سے مستعار لی ہے اسواسطے یہ عاریت نامہ لکھدیا یا یہ کہ جو مقر نے قطعہ زمین چار ٹکے سالانہ کے وعدے پر گھر بنانے کیواسطے شیخ محمد بخش صوبہ دار سے لے کر حویلی بنائی اور سکونت اپنی اختیار کی اسواسطے یہ رعیت نامہ لکھدیا فقط المرقوم

تملیک نامہ

اپنی ملکیت کی چیز جو کوئی کسیکو دیکر اُسکو مالک کر دیتے ہین اُسکی وستاویز جو لکھی جاے وہ تملیک نامہ ہے اور اسیطرح اگر کسیکو مسجد کا متولی یا درگاہ یا خانقاہ کا مہتمم قرار دیکر سند لکھے تو اُسکو تولیت نامہ کہتے ہین مثال اُسکی صرف اسیقدر کافی ہے کہ جسطرح اوپر کی مثالون مین لکھا گیا مقر کا نام لکھکر یون لکھے کہ جو ہمنے قطعہ باغ واقع موضع دولت پور کو محمد وزیر خانسامان کو دیکر اُسکو ہر طرح مالک اور مختار کر کے یہ تملیک نامہ لکھدیا یا ملا حسین اکبر آبادی کو مسجد یا خانقاہ کا متولی اور مہتمم قرار دیکر یہ تولیت نامہ لکھدیا فقط

رسید

کچھ روپیہ خواہ کوئی چیز کسی سے لیکر جو دستاویز لکھدے اُسکو رسید کہتے ہین اور یہ رسیدیا تو انھین دستاویزون کے طور پر لکھی جاتی ہے یا رقعے کے طور پر مثال اُسکی

بعد لکھنے نام مقر کے لکھا جائیگا کہ سو روپیہ فلانی بابت ہمکو زید سے وصول ہو اسواسطے یہ رسید کراہی اور رقعے مین بعد القاب کے لکھا جائیگا کہ دوشالہ جو آپ نے بخشو خدمتگار کے ہاتھ بھیجا تھا سو پہونچا۔

قبض الوصول

مثل رسید کے ہے لیکن جو تنخواہ یا اور کوئی وجہ معین مثل ششماہی یا سالانہ کے وصول کا اقرار لکھا جاتا ہے اکثر اسکو قبض الوصول کہتے ہین مثال اُسکی

مقر کا نام لکھکر اسطرح لکھے کہ پانسو روپیہ بابت مشاہرہ شہر ربیع الاول یا بابت ششماہی خریف سالانہ مقرری کے

برو ہین تحویلدار سرکار کی تحویل سے ہمکو وصول ہوے اسواسطے یہ قبض الوصول لکھدیا گیا۔

فارغخطی

کسی سے لین دین کے حساب کا تصفیہ اور روپیہ سب بیباق اور ادا کر کے دستاویز لکھائی جاوے یا اپنے نوکر سے حساب سمجھکر دستاویز لکھدیجاوے تو اُس کو فارغخطی کہتے ہین مثال اُسکی

مقر کا نام دستور معینہ کے موافق لکھکر یون لکھی جاتی ہے کہ جو ہمسے اور زید سے لین دین کی بابت حساب تھا آج اُسکے مقابلے مین سب حساب طے ہو کر دو سو تراسی روپے پونے گیارہ آنے حساب کی رو سے یا ہمارا اُسکے ذمہ واجب نکلا اور مشار الیہ نے سب داہم دلعم وا وہ بیباق کر دیا یا یہ کہ جو خرچ ہمارا یہ بخش فلانا اُن کے ہاتھ سے اُٹھاجاتا تھا آج نامبرده سے حساب سمجھ لیا گیا کچھ اُسکے ذمہ باقی اور کسیطرح کا تغلب اور تصرف اُسکا ثابت ہوا اسواسطے یہ فارغخطی لکھدی گئی اور نوکر کے واسطے جو یہ دستاویز لکھی جاتی ہے اُسکو صافی نامہ بھی کہتے ہین

راضی نامہ

کوئی کسی پر نالش کرے اور پھر کسی طرح راضی ہو کر جو دستاویز لکھدے تو اُسکو راضی نامہ کہتے ہین لیکن جو اُس نالش سے دست بردار ہو کر آپ سے آپ باز آوے تو اُسکو باز نامہ کہتے ہین مثال اُسکی

بعد لکھنے نام مقر کے اِسطرح لکھتے ہین کہ جو ہمنے واسطے دلاپانے تین سو روپے اصل مع سود تمسکی کے مدعی علیہ پر نالش کی تھی اور مدعی علیہ نے ہمکو کچھ نقد جنس دیکر راضی کیا اسواسطے یہ راضی نامہ لکھدیا اور کبھی ایسے مضمون کو سوال مین لکھکر جہان مقدمہ دائر ہوتا ہے گذرانتے ہین

صلحنامہ

مثل راضی نامہ کے ہے لیکن دونون مین اتنا فرق ہے کہ راضی نامہ مین ہو سکتا ہے کہ مدعی علیہ آپ سے راضی ہو گیا یا مدعی علیہ سے راضی کر لیا ہو اور صلحنامہ جب تک دونون ملکر صلح نکرین نہین ہو سکتا مثال اُسکی

بعد لکھنے نام مقرونکے یون لکھتے ہین جو مقدمہ ہمارا بابت تکرار استرداد نیلام موضع بھوانی پور پرگنہ زمانیہ

عدالت دیوانی ضلع غازیپور مین تھا ہم فریقین نے اسطرح صلح کر لی کہ مین رام سنگھ مدعی موضع پر دخل پا کر دامعلات اور خرچے سے دست بردار ہوا اور مین نراین راؤ مدعی علیہ مدعی کو بلا عذر اور تکرار موضع پر قابض کر دونگا اسواسطے یہ صلحنامہ لکھدیا کہ آیندہ کو کام آوے

فیصل نامہ

ہر چند کہ حاکم جس مقدمے کو فیصل کرے وہ بھی فیصلنامہ ہے لیکن اب جو پنچ لوگ قصہ چکا کر فیصل کرتے ہین اسکو فیصل نامہ ثالثی کہتے ہین اگرچہ مضمون اسکا مع حقیقت حال مقدمہ کے بھی ہوتا ہے لیکن حاصل مطلب لکھنے کا طرز یہ ہے **مثال اسکی**

فیصلنامہ ثالثی لکھا ہوا رام دین متوکل اور چندا بن تواری اور چندر سکالکا پرشاد ثالثون کا واقع تاریخ پہلی اکتوبر ۱۸۴۵ء حال یہ ہے کہ مقدمہ اجاگر مدعی اور بھیم سین مدعی علیہ کا بابت تکرار حساب منافع مالگزاری کے عدالت مین درپیش تھا اور طرفین نے اقرارنامہ ثالثی کا عدالت کے سامنے لکھکر ہملوگون کو ثالث مقرر کیا آج ہملوگون نے ایک جگہ ملکر کے مقدمے کے سب کاغذات اور طرفین کی دستاویزات دیکھے ہماری تجویز مدعی کی دستاویزات کہ اسپر خود مدعی علیہ کے حقیقی بھائی کے دستخط ہین اور گانوٗن کا پٹواری بھی اسکی تصدیق کرتا ہے صحیح اور دعوی اسکا سچا معلوم ہوا اور مدعی علیہ نے سوائے دو چار چٹھیون کے کہ اسپر مدعی کے دستخط نہین نہ خط اسکا ان چٹھیون کے خط سے ملتا ہے اور کوئی دستاویز یا دلیل کہ اسکی روسے بیان اسکا درست معلوم ہو پیش نہین کیا اس صورت مین ہم ثالثون کے اتفاق سے یہ تجویز قرار پائی کہ مدعی کا دعوی بابت منافع مالگذاری کے مدعی علیہ پر واجب ہے اسواسطے یہ فیصل نامہ موافق حکم حضور کے لکھکر ارسال کیا جاتا ہے آیندہ جو حضور کی رائے ہو فقط واضح ہو کہ کبھی مقدمہ طرفین کی رضامندی سے عدالت سے ثالثون کو سپرد ہوتا ہے اور کبھی فریقین بلا ذریعہ عدالت کے اپنے قضیہ کو تصفیے کیواسطے ثالثونکو مقرر کرتے مین تو اسکے فیصلنامے مین کسی حاکم کے حضور مین فیصلہ بھیجنے کا ذکر نہین آتا۔ فقط

وصیت نامہ

اگر کوئی شخص اپنی زندگی مین اپنے وارث یا کسی دوسرے شخص کو اسطرح حکم دے کہ بعد میرے اس کام کو یون کیجیو اس مال کو یون دیجیو تو اُسکو وصیت کہتے ہین اور جو اُسکا کاغذ لکہا جاتا ہے تو اُسکو وصیت نامہ کہتے ہین مثال اُسکی

جو ظاہر ہے کہ حیات مستعار کو کچھ اعتبار نہیں ہے اور ہر عاقل کو دور بینی اور عاقبت اندیشی کے اقتضا سے پختگی اُن مطالب کی جسکا سرانجام پذیر ہونا بعد اپنے وفات کے دنیا اور آخرت کے مصالح کیلیے منظور ہو اُسی حال واجبات سے ہے جبتک زبان اور قلم اُسکے اختیار مین ہے اسواسطے بندہ ضعیف علی محمد خان ولد فرزند علیخان ساکن محلہ کٹرہ ارادتخان منحلات شہر فیروزہ آباد اپنے ہوش اور حواس مین رضا اور رغبت سے بدون زور اور زبردستی کرنے سے کسی شخص کے یہ وصیت کرتا ہے کہ منجملہ دیہات معافی اور مالگزاری مملوکہ اور مقبوضہ میرے کی چک طوبی آراضی معافی واقع سواد موضع فرخ نگر متعلقہ پرگنہ رسول آباد جمع ایکسو نوے روپے سالانہ کو مین نے واسطے اخراجات ضروری مسجد محلہ کٹرہ ارادتخان کے جو تعمیر کی ہوئی راقم کی ہے اور جسکے اخراجات کی کفایت میری زندگی تک مجھسے تعلق رکھتی ہے مقرر کیا بعد میرے محاصل اراضی مذکور کا شیخ قادر بخش کے نام سے جو میری جانب سے متولی مسجد ہذا کے مقرر ہین اور میرے معتمد علیہ ہین مسجد مذکور کے مصارف ضروری سے متعلق رہیگا اور اُسمین میرے وارثونکو کسیطرح کے تعرض کا اختیار نہیں ہے میرے وارثونکو لازم ہے کہ محاصل چک مذکور اوپر وقت معین کے وصول کرکے متولی مذکور یا بعد اُسکے جو متولی کہ برضامندی میرے ورثا کے مقرر ہو گا پہنچایا کرین اور اگر اس بات مین اُنکی جانب سے کچھ اغماض اور انحراف ہو تو متولی یا نمازیون کی نالش پر حاکم وقت کیطرف سے اعانت حاکمانہ اُسمین لازم ہوگی اور اُس صورت مین متولی کے تقرر مین اہل محلہ کو اور اہل محلہ کے اختلاف کی صورت مین حاکم وقت کو اختیار ہوگا اور منجملہ محاصل مذکور کے دس روپے مشاہرہ حق متولی ہوگا اور مابقی ضروریات مسجد کے صرف مین آئیگا اسواسطے یہ چند کلمے بطریق وصیت نامے کے لکھے گئے اور نقل اُسکی بھی رجسٹر مین داخل کرکے حوالے متولی حال مسجد کے

لکیگی کہ عندالحاجت کام مین آوے المرقوم

تقسیم نامہ

اگر دو یا کئی شریک شرکت کا مال آپ یا قاضی اور حاکم کے حکم سے بانٹ لین اور کاغذ اُسکا لکھا جاے تو اُسکو تقسیم نامہ اور قسمت نامہ کہتے ہین

مثال اُسکی

ہم کہ سید دلدار حسین اور سید مظفر حسین دونون بیٹے سید اشرف حسین زمیندار اور ساکنان موضع اشرف نگر پرگنہ سکندرہ ضلع مظفر نگر کے ہین تو مواضع ریوتی اور کھر دوہر پورا اور اشرف نگر اور شیر پورہ واقع پرگنہ مذکور مکانات اور باغات وغیرہ جو اُن موضع مین واقع ہین ملکیت موروثی ہم دونون بھائیون کی ہے اور اب مصلحت وقت دیکھکر آپس کی رضامندی سے یہ بات قرار پائی ہے کہ دیہات مذکورہ مع مکانات اور باغات کے نصف نصف آپسمین تقسیم ہو جائین اور آیندہ کوئی خرخشہ اور نزاع باقی نرہے اِسواسطے کل جائداد وغیرہ بحد مساوی کرنے اُسکی بابت کے اوپر دو فریق کے اِسطرحپر تقسیم کیگئی کہ کل موضع ریوتی اور شیر پورہ مع مکان اور باغ وغیرہ جو اُسمین واقع ہے اور نصف موضع اشرف نگر جو مشتمل اوپر دو تھوک کے ہی اور حد فاصل اُن دونون تھوک مین سڑک سرکاری واقع ہے تھوک پورب مجھ دلدار حسین کے حصے مین اور موضع کھر دوہر پورہ مع مکان اور باغ وغیرہ جو اُسمین واقع ہے اور تھوک پچھم موضع اشرف نگر مجھ مظفر حسین کے حصے مین آئی اور حویلی مسکونہ قدیم واقع اشرف نگر جو تھوک پچھم مین واقع ہی بلا تعرض مجھ دلدار حسین کے کہ مین نے سکونت اپنی موضع ریوتی مین اختیار کی مجھ مظفر حسین کے قبضے مین رہی اور مطابق اِس تقسیم کے کلکٹری مین سوال دیکے نام ہر ایک کا ہم مین سے حسب تقسیم مذکورہ بالا کے جداگانہ ملکیت مین داخل کرا دیا جاوے اور مالگذاری موضع اشرف نگر کی سرکار مین یکجائی ادا کیجائیگی اور ایک ایک فرد اِس تقسیم نامے کی جو اوپر دو کاغذ جداگانہ کے مرتب ہوئی ہم دونون کے پاس رہینگی اور ہم مین سے کسی کو ہمارے وارثون کو خلاف شرائط مندرجہ

اس تقسیم نامے کے اختیار تعرض ہمدیگر نہوگا اسواسطے یہ چند کلمے بطریق تقسیم نامے کے لکھے
کہ حاجت کے وقت کام آوے - المرقوم فلان سنہ فلان

واضح ہوکہ ان دستاویزات کے نمونے مین صرف طرز تحریر دستاویزات ضروری کا ظاہر کیا ہے
لیکن شرائط ہر قسم دستاویزات اور بیان انواع مطالب کا اسمین موقوف اوپر صورت اور
معاملات خاص کے ہے اور حصر اسکا ممکن نہین ہے بتدیونکی تعلیم کے واسطے اسقدر کافی ہے کہ ان
مثالونکو دیکھکر ہر قسم کی دستاویز مین ہر طرح کا مطلب لکھ سکتا ہے کچہری کے کام کرنیوالونکو ان
دستاویزونکی تحریر سے واقفیت ہونا بہت ضرور ہے اور یہ بھی واضح ہوکہ ان دستاویزونکی مثالون سے
یہ بات ہرگز نہ سمجھی جاے کہ کتاب جو نواب معلی القاب دام اقبالہ کے ارشاد کے موافق لکھی گئی تو یہ دستاویزات
بطور دستور العمل کے ہونگے یعنی اگر کوئی دستاویز موافق اس کتاب کے نہوگی تو صحیح متصور نہوگی
سو ایسا نہین ہے بلکہ یہ مثالین صرف واسطے دریافت کرنے طرز تحریر کے لکھدی گئین -

خاتمہ

الحمد للہ کہ اس فقیر خاکسار نے جو ایک دوست یکرنگ اور یکتا سراپا لطف و سخا گنجینہ فضل و کمال آئینہ
حسن و جمال صاحب علم و ہنر جوہر مخبر ہر فرد بشر سرآمد منشیان جادو نگار سرخیل سخنوران شیرین گفتار
مخزن لیاقت و قابلیت معدن فصاحت و بلاغت دبیر بےنظیر مشیر صاحب تدبیر کریم ابن کریم
محب و محبوب ہر شہید ہمہ اشمیم شیرازہ کتاب موز معانی گلدستہ بہار سخندانی بے عیب و بے ریا بےلوث پاک
دل صاف طینت صفا طبیعت جناب منشی غلام غوث صاحب زاد اللہ لطفہم کے توسط سے حاکم
جلیل القدر قدر افزای اہل ہنر بحر ناپیدا کنار شوکت و شان ابر گوہر بار ہمت و احسان جوہر مراد آئینہ
مقصود واسطہ بہبود اتحاد عدل و جود صاحب سیف و قلم عزت جبیں قلم حیز کرم ابر ہمم آفتاب چشم ہمایون
شمیم فیاض عالم وزیر اعظم دستور مکرم عالی مرتبت والا منزلت ارسطو فطرت سکندر صولت فریدون
حشمت افلاطون حکمت جمجاہ خورشید کلاہ رعیت پناہ کیوان بارگاہ جناب نواب مستطاب آنریبل

[illegible]امسن صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہم کی

[illegible]ے بھی سو اُسکا انجام بخوبی ہو گیا اور حق تعالی نے ہمکو اور ہمارے دوست
[illegible] فرمایا ہر چند کہ یہ مختصر اس سرکار والا اقتدار مین جیسے سلیمان کے تخت کے سامنے ایک
[illegible] کا پر اور دریا کے مقابلے مین ایک قطرے سے بھی کمتر ہے آفتاب کے روبرو مشعل جلانا ذرے کو
چمکانا اور مہتاب کو کتان کا جامہ پہنانا یا آئینہ دکھانا اور ختن مین مشک نافہ لیجانا اور بہشت مین
ایک پھول لگی نکھڑیکا پونچانا ہے لیکن اس لحاظ سے کہ سلیمان نے چیونٹی کی دعوت قبول فرمائی اور
دریا نے قطرے کی آبرو بڑھائی آفتاب ذرے کو محروم نہین چھوڑتا اور ماہ کتان سے مُنھ نہین
موڑتا ختن سے مشک کی ناموری اور [illegible] سے پھول کی جلوہ گری ہے امیدوار ہون کہ یہ نذر قبول
اور کتاب کا ہدیہ مقبول ہو چارون باب [illegible] اگر نظر عنایت سے دیکھے جائینگے تو مضامین اُسکے ہر شش
جہت مین خوشی کی نوبت بجائینگے چار دانگ اسکی دھوم ہو جائیگی اور قبولیت کی شہرت میری
عزت کا شہرہ بڑھائیگی اگرچہ چار باب کی یہ ایک کتاب ہے لیکن حقیقت مین ہر ایک باب علحدہ ایک
کتاب ہے یعنی چارون باب مین سے جس بات کی تعلیم منظور ہو تو اُسی بات کا ایکباب اور سب باتونکا سکھانا
منظور ہو تو ساری کتاب پڑھائی جاوے اور بڑی فخر اور نازش کا مقام یہ ہے کہ نواب مستطاب معلی
القاب دام اقبالہم کے حضور فیض گنجور سے جو یہ کتاب واسطے دریافت کرنے صحت اور سقم اور
حُسن اور قبح کے حاکم عالی خصال قدردان اہل کمال معدن اخلاق و مروت مخزن اشفاق و فتوت
آسمان شان جلالت و برتری کوہ شکوہ عدالت و سروری آبروی ابر ہمت و سخا و آئینۂ آئین صفات
و صفا گوہر درج جود و بخشش اختر برج دانش و بینش والا گہر بلند اختر صاحب جوہر ہنر و اہل ہنر پرور
جناب ولیم میور صاحب بہادر اسکو ایر دام دولتہ کے پاس آئی تو حاکم ممدوح نے
قدردانی کی راہ سے بہت پسند فرمائی ہر مقام کو نظر عنایت سے ملاحظہ فرمایا اور محنت کی داد دیکر
تحسین و آفرین سے مصنف کا رتبہ بڑھایا خدا ایسے حاکم منصف اور قدردان کو سلامت رکھے کہ اہل جوہر
کی عزت بڑھاتے ہین اور شرفا کی پرورش فرماتے ہین پس اس کتاب کے خاتمے کو دعاے خیر پر ختم کرتا ہون

الٰہی جب تک آفتاب کے ہاتھ مین علم آسمان مین خم ہے ممدوح مالیجاہ کے
بلند اور مستحکم اور دولت کی گردن آستان دولت نشان پر خم ہو فقط

تمت

خاتمۃ الطبع

بہار بیخزان وہ بہار ہے جس سے رنگ شباب بوے قرار ہے گلہاے
رنگین معانی مضامین تعریف کے سوا کس گل [illegible] رنگ و بو ہے کہان
یہ نمو ہے اسی طرح نسیم ایدشمیم روح گلہاے محمدی چمن زار توصیف
رسالت پناہی سے مشام نیاز ابتسام مشتاقان کو تازگی دوام ہے یہ
گلشن بھی خلد مقام ہے صلی اللہ علے خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین
الی یوم الدین بعد اس کے پوشیدہ نرہے کہ ان ایام نیز مہست فرجام مین
کتاب لاجواب حاوی قواعد نظم و نثر اردو زبان بہار بیخزان نیتجہ طبع
ماثر بیعدیل بے ند و نذیر منشی غلام امام صاحب متخلص بہ شہید کہ رنگینی
عبارات اور دلنشینی فقرات مین گلزار نشان اور سیرابی معانی و شادابی
بانی سے تازگی بخش خاطر نشادگیان ہے مطبع عزیزی واقع کانپور مین
[illegible]ستی جناب محمد عبد الحفیظ صاحب خلف محمد عبد العزیز صاحب تاجر کتب
و مالک مطبع عزیزی نے چھپوا کر شائع کیا